وضو غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں
رفع یدین، قراءت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے
متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل کے ساتھ

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

ناشر
مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمازِ مدلّل

جسمیں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ رفع یدین، قرأت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوٰتین جیسے متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔

— تالیف —

حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

باسمہ تعالیٰ

فہرست مضامین نماز مدلل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

راہ نما اشارے

اسلام کے فروعی اختلافی اور اجتہادی مسائل میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور دیگر سلف صالحینؒ کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے، بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ و غیر اولیٰ اور افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے۔

یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ فروعی اختلافی مسائل میں تشدد اختیار کرنا، ایک مکتبِ فکر کا دوسرے مکتبِ فکر کو گمراہ کہنا ملامت کرنا، طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حدیثِ ذیل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْاَحْزَابِ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَاَدْرَکَ بَعْضُہُمُ الْعَصْرُ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَاْتِیَہَا وَقَالَ بَعْضُہُمْ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ ذٰلِکَ مِنَّا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوہ خندق سے لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلے میں پہنچ کر، پھر راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا بعض نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں، آپ کا یہ مطلب نہیں تھا (کہ نماز قضا کردو) پھر نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَلَمۡ یُعَنِّفۡ وَاحِدًا مِّنۡهُمۡ۔

صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس اختلاف کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اُن میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صہ ۱۲۹ ابواب صلوٰۃ الخوف ، مسلم کتاب الجہاد صہ ۹۶ جلد ۲)

تشریح ذوالقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب کے بعد رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ یہودی قبیلہ بنو قُریظہ کے محلہ میں جلدی پہنچو، نمازِ عصر وہیں جا کر پڑھو ان کی غداری کی بنا پر اُن کے خلاف جہاد کرنا ہے، صحابہ کرامؓ فوراً بنو قریظہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ سفر کے دوران عصر کی نماز فوت ہونے لگی۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی اختلاف پیدا ہو گیا، بعض حضرات نے حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا۔ عصر کی نماز راستہ میں نہیں پڑھی، بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر اس کی قضا پڑھی یا بقول بعض شارحین حدیث نماز اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھی، اور بعض حضرات نے قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کی روشنی میں اس کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کی اور کہا وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے بلا عذر قضا کرنا درست نہیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد صرف یہ ہے کہ جلدی سے جلدی بنو قُریظہ پہنچنے کی کوشش کرو۔ آپ کا یہ مقصد نہیں کہ نماز قضا کر دی جائے۔ ان حضرات نے راستے میں عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی، پھر بنو قُریظہ قدرے تاخیر سے پہنچے۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے اس اختلافِ عمل کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان میں سے کسی بھی طبقہ کی تردید و تغلیط نہیں فرمائی، بلکہ اپنے سکوت و خاموشی سے ہر ایک کے فکر و عمل کو درست قرار دیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صہ ۲۶۴ طبع مصر و فتح الباری شرح البخاری جلد ۷، صہ ۳۱۴)

اجتہادی مسائل میں عام طور پر فکر و عمل کا اختلاف دلائل کے ظاہری اور سطحی تعارض سے پیدا ہوتا ہے یا پھر ایک نص کے معنی و مفہوم میں مختلف احتمالات کی گنجائش کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس مقام پر اجتہاد کے تمام ضروری اوصاف [1] و شرائط کا حامل مجتہد عالم، اخلاص و نیک نیتی سے اپنی تمام فکری، علمی، عقلی اور عملی توانائیاں صواب و خطا کی تحقیق میں صرف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل و کرم سے اس پُرخلوص سعی و محنت پر اس مجتہد کو ہر حال میں اجر و ثواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اسکی بے لوث جدّوجہد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ خواہ وہ مجتہد حق و صواب کو پالے یا خطا کر بیٹھے۔

اس موضوع کے لیے درج ذیل نصوص ملاحظہ فرمائیں، ارشادِ ربانی ہے۔

(۲) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وُسعت و طاقت سے زیادہ مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتے۔ (البقرہ آیت ۲/۲۸۶)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ و حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں سے یہ مرفوع [2] حدیث مروی ہے۔

---

[1] مجتہد کے ضروری اوصاف یہ ہیں: علمِ قرآن، علمِ سنت، علمِ فقہ، علمِ اصولِ فقہ کا ماہر عالم ہو۔ ائمہ اربعہؒ اور سلفِ صالحین کی علمی تحقیقات اور اجماعی مسائل سے واقف ہو۔ اس کا عقیدہ عمل، اخلاق کتاب و سُنّت کے مطابق ہو، متقی پرہیزگار ہو۔

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہؒ، نور الانوار ص۲۴۶ و حواشیہ)

[2] مرفوع حدیث "محدثین کی اصطلاح میں وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو اور اگر حدیث کی سند صحابیؓ پر ختم ہو اور اس میں صحابیؓ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اسکو "موقوف" کہا جاتا ہے۔ اور اگر حدیث کی سند تابعیؒ پر ختم ہو اور اس میں تابعیؒ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو، تو اسکو مقطوع کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص۱، خیر الاصول ص۷)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۹۲ باب اجر الحاکم اذا اجتہد)
مسلم صفحہ ۷۶، جلد۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

ف : ہر حال میں مجتہد ماجور اور اس کی محنت مقبول ہے، پھر جو حکم مجتہد کا ہے وہی حکم اس کے پیرو کاروں کا ہے، کہ ان کا عمل بھی مقبول اور باعث اجر ہے۔

اسلامی احکام کے مآخذ و دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

④ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ ۲/۲)

یہ کتاب ہے، (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

⑤ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ (البقرۃ ۲/۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ (قرآن مجید) تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

⑥ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (احزاب ۳۳/۲۱)

بلا ریب تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

⑦ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم

تَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

(سورہ حشر ۷/۵۹)

کو دیں تو اُسے لے لو اور تم کو جس چیز سے روک دیں تو رُک جاؤ۔

⑧ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

(سورہ نساء ۸۰/۴)

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

⑨ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ

(نساء ۱۱۵/۴)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وُہ چلتا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

ف: اس آیت کریمہ سے اجماعِ اُمّت کی حجیت واضح ہوتی ہے۔

⑩ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(توبہ ۱۰۰/۹)

اور جو مہاجرینؓ اور انصارؓ (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وُہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی اتباع، موجب رضا الٰہی

ہے، داخلہ جنّت کا سبب اور عظیم کامیابی ہے اس بناء پر صحابہ کرام رضؓ معیار حق ہیں۔

(۱۱) فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ — اے دانشورو! عبرت حاصل کرو۔

(حشر ۵۹/۲)

ف: اس آیت سے قیاس شرعی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ (مشکوٰۃ ص۳۱، مؤطا امام مالکؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسولؐ کی سنّت۔

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ (ابوداؤد ص۲۸۷ ج۲، ترمذی ص۱۹۲ ج۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل پیرا رہو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

ف: اس حدیث سے خلفاء راشدین رضؓ کا معیار حق اور ان کے قول و فعل کا حجت شرعیہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔
(ترمذی ج۲ ص۸۹ ، مشکوٰۃ ص۳۰)

حدیث میں ارشاد فرمایا (نجات پانے والی جماعت وہ ہے) جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر قائم ہے۔

ف : اس حدیث شریف سے اہلِ سنّت وجماعت کا نام اور اس کا ناجی و برحق ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔
(ترمذی ج۲ ص۳۹ ، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ میری اُمت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں الگ ہوا۔

ف : اس حدیث سے اجماعِ امت کی حُجیت مُستفاد ہوتی ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔
(ابن ماجہ ، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا۔ وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔

(۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَجْتَمِعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بلاشبہ میری اُمت گمراہی پر

عَلیٰ ضَلَالَۃٍ فَإِذَا رَأَیْتُمُ اخْتِلَافاً فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔ (ابن ماجہ صـ ۲۹۱)

جمع نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف تو سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔

(۱۸) حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ صـ ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت اور جمہور مُسلمین سے چمٹے رہو۔

(۱۹) حضرت ابُو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْراً فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

(ابو داؤد صـ ۳۰۶ جـ ۲، مسند احمد، مشکوٰۃ صـ ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو شخص جماعت مُسلمین سے ایک بالشت برابر بھی جُدا ہُوا تو اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی۔

ف: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و نظریات میں، اعمال و اخلاق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اُن کی اِتباع کرنی چاہیئے۔ ان کے بعد ہر دَور کے جمہور علماء کے ساتھ رہنا چاہیئے، جو سُنّتِ نبویؐ اور جماعتِ صحابہؓ کے متبع ہوں۔ جمہور سلفِ صالحین سے کٹ کر تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۰) حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہٗ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی

خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ | ہے اسکو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(بخاری ص۱۶ ج۱، مسلم، مشکوٰۃ ص۳۲)

(۲۱) حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(بخاری شریف ص۵۱۵ ج۱، مسلم ص۳۰۹ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۵۳)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

ف: اس حدیث میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کی فضیلت اور ان کے آثار اقوال وافعال کی ترجیح اور حجیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔ (ترمذی ص۲۰۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۶۰ ابواب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِهٖ۔ (ترمذی ص۲۰۹ جلد۲ مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷ مناقب عمرؓ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

ف : یہ حدیث حضرت عمرؓ کی اصابتِ رائے پر زبردست شہادتِ نبویؐ ہے۔

(۲۴) حضرت مُعاذ بن جبلؓ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱: ترمذی ص ۱۵۹ جلد ۱

۲: ابوداؤد ص ۵۰۵ جلد ۲

۳: مسند احمد ص ۲۳۰ جلد ۵

۴: مسند دارمی ص ۴۴

۵: مشکوٰۃ ص ۳۲۴ باب العدل فی القضاء

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے لگے تو آپؐ نے حضرت مُعاذؓ سے پوچھا۔ جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیونکر فیصلہ کروگے؟ حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ کرونگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم کو کتابُ اللہ میں اس کا حکم نہ ملے (تو پھر فیصلہ کیسے کروگے) حضرت معاذؓ نے عرض کیا پھر سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر تمہیں اس کا حکم سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے (پھر) حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت مُعاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سُن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، خُدا کا لاکھ لاکھ شُکر ہے جس نے اپنے رسُول

کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

ف: اس حدیثِ مقدس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اسلامی احکام کا اوّلین مأخذ قرآن مجید ہے۔

۲۔ اس کے بعد سُنّتِ نبویّہ ہے۔

۳۔ جو مسئلہ کتاب وسُنّت میں منصوص اور صراحۃً موجود نہ ہو، اس کا حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

۴۔ کتاب وسُنّت کے منصوص احکام میں اجتہاد اور رائے زنی کا جواز نہیں ہے۔

۵۔ مجتہد کے لئے کتاب وسُنّت کا ماہر ہونا اور ان کے علوم واحکام پر حاوی ہونا ضروری ہے۔

(۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری صـ ۳۷۱ جلد ۱، کتاب الصلح، مسلم صـ ۷۷ جلد ۲، مشکوٰۃ صـ ۲۷)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو بات دینی دلائل سے ثابت نہ ہو اُسے دین قرار دینا بدعت وضلالت ہے۔ وہ بات اور اس کا موجد دونوں مردود ہیں۔

حاصل کلام مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویّہ کا حاصل یہ ہے کہ دینی احکام کے مآخذ اور دلائل حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآنِ مجید

۲۔ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳ اجماعِ اُمّت

۴ خلفائے راشدین کے آثار (اقوال، افعال، احوال)

۵ خیر القرون (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کے آثار

۶ اربابِ علم و فقہ و اصحابِ علم و تقویٰ کا شرعی قیاس و اجتہاد۔

طہارت

اسلام میں طہارت و نظافت اور پاکیزگی و صفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

(۲۶) اللہ سبحانہٗ و تقدّس کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ (البقرہ ۲/۲۲۲)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قریب مسجد قبا میں رہنے والوں اہلِ ایمان کی تعریف و توصیف میں ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷) فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ۔ (توبہ ۹/۱۰۸)

اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲۸) حضرت اَبُو مالکْ اَشعری رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم ص۱۱۸ ج۱، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۲۹) ایک مَرفُوع حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

کہ طہارت نصف ایمان ہے۔

(ترمذی صفحہ ۱۹۰ جلد ۲، ابواب الدعوات)

شریعتِ اسلامیہ نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی کے اہتمام کے پیشِ نظر استنجا، وضو، غسل، لباس، مکان کی طہارت کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں۔

قضائے حاجت و استنجا کے آداب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ، تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پشت کرو۔

(بخاری صہ ۵۷ جلد ۱، باب قبلۃ اہل المدینۃ، مسلم صہ ۱۳۰ جلد ۱، باب الاستطابہ، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

(۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا۔

(ابوداؤد صہ ۳ ج ۱، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَۃَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔

(ابوداؤد صہ ۴ جلد ۱، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے۔

(۳۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔

(مسلم صـ ۱۳۰ جلد ۱، مشکوٰۃ صـ ۴۲)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ۔ (ابوداؤد صـ ۶ جلد اوّل، مشکوٰۃ صـ ۴۳، ابنِ ماجہ، مسند دارمی)

رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص ڈھیلے سے استنجا کرے تو چاہیے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف : اس حدیث سے واضح ہوا کہ استنجا میں تین عدد ڈھیلوں کا حکم استحبابی ہے، البتہ نجاست سے صفائی لازم اور ضروری ہے۔

(۳۵) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ (مسلم صـ ۱۳۲ جلد اوّل، مشکوٰۃ صـ ۴۲)

رسول اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ ۲ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے یا ان کے

سایہ میں قضائے حاجت کرے۔

ف : حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مقام پر لوگ بیٹھتے ہوں، وہاں پیشاب، پاخانہ نہ کرنا چاہیئے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، سردی کے موسم میں دھوپ مطلوب و محبوب ہوتی ہے۔ لوگ دھوپ حاصل کرنے کے لیے جس مقام پر بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ وہاں بھی قضائے حاجت منع ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۱ جلد اول)

(۳۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَمَسَّحُ بِیَمِیْنِہٖ۔

(بخاری ص۲۷ ج۱، مسلم ص۱۳۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

(۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ

(ابو داؤد ص۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۳، ابن ماجہ، دارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو چاہیے کہ پردہ کرے۔

(۳۸) حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ

(نسائی ص۱۵ ج۱، ابو داؤد، مشکوٰۃ ص۴۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

(بیہقی ص ۱۰۲ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ۔

(بخاری صفحہ ۲۷ جلد اول)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا کرتے تھے۔

ف: ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے، صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجا میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۲۹۰ جلد ۲)

بیتُ الخلاء میں جانے کی دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۳، مشکوٰۃ ص ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو یہ دُعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

بیتُ الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ الخلاء

وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ (ترمذی صہ ۳ جلد اول، بن ماجہ، دارمی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ صہ ۴۳)

سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔)

دوسری دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيَ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔

(ابن ماجہ ط ۲۶، مشکوٰۃ صہ ۴۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيَ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کی چیز دُور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

ف : یہ حدیث حضرت ابوذرؓ سے بھی نسائی میں مروی ہے۔ (مرقات ۳۶۸/۱) افضل یہ ہے کہ دونوں دُعائیں پڑھی جائیں، پہلے، غُفْرَانَكَ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيَ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ پڑھے۔ (مرقات صہ ۳۶۱ جلد ۱)

وضو کی فرضیت

وضو، بارگاہِ خداوندی میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کا لازمی ادب ہے۔

(۴۴) ارشادِ ربانی ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط (المائدہ ۵/۶)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو (دھولیا کرو)۔

(۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وضو کرے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۵، باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور، مسلم ج ۱ ص ۱۱۹، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۴۱)

(۴۶) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلا طہارت نماز مقبول نہیں۔

(مسلم ص ۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۴۱)

(۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱، باب فرض الوضوء، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص ۴۱)

وضو کی نیت

نیت دِل کے ارادہ کا نام ہے، وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔

(۴۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری ج ۱ ص ۲، مسلم ج ۲ ص ۱۴۰، مشکوٰۃ ص ۱۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

ف: پانی طبعی اور فطری طور پر مطہر (پاک کرنے والی چیز) ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔[1]

---

[1] اور ارشادِ گرامی ہے: (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ) اور اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر آسمان سے پانی اُتارتا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے ذریعے سے پاک کرے۔ (الانفال ۹/۱۱)

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ (فرقان ۲۵/۴۸) — اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

نیز سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی کے استعمال سے نجاست زائل ہوجاتی ہے۔ ازالہ نجاست کا نام تطہیر ہے۔ لہٰذا پانی کا مطہر اور مُزیل نجاست ہونا ایک محسوس اور مُبصر حقیقت ہے، جب بھی پاک پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے، خواہ تطہیر کا ارادہ ہو یا نہیں۔ چنانچہ ناپاک کپڑا یا ناپاک مکان پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق وہ پاک جاتا ہے۔ خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں۔ اسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کے وضو کیا جائے تو وضو دُرست ہوجائے گا اور اس وضو سے نماز ادا ہوجائے گی۔ لیکن مذکورہ حدیث کی بنا پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا، اعمال کا ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے۔

وضو بسم اللہ سے شروع کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوہریرہؓ جب وضو بنانے لگو تو بِسْمِ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو۔

(طبرانی صغیر، قال الہیثمی اسنادہ حسن آثار السنن ص۳۵، قال العینی اسنادہ حسن السعایۃ ج۱ ص۱۰۹)

ف: افضل یہ ہے کہ پوری بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی جائے۔

(فتح القدیر ج۱ ص۱۹، کفایۃ شرح ہدایۃ ج۱ ص۱۹، شرح المہذب للنووی ج۱ ص۳۴۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَأُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ۔

ہے کہ ہر شاندار کام جو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح القدیر شرح ہدایہ ج۱ ص۲، نووی شرح مسلم ج۱ ص۱۵، شرح المہذب ج۱ ص۷۳)

(۵۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللهِ عَلَیْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص کا وضو نہیں ہے جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۶)

ف: حدیث مذکور میں لَا وُضُوْءَ سے وضوء کامل کی نفی مقصود ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں)، میں **لَا صَلٰوۃ** سے کامل نماز کی نفی مراد ہے۔

درج ذیل احادیث اس تشریح و توجیہ کا واضح قرینہ ہیں۔

(۵۲) (۵۳) (۵۴) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تینوں بزرگوں سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَکَرَ اسْمَ اللهِ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ یُطَهِّرُ جَسَدَهٗ کُلَّهٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللهِ لَمْ یُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص وضو بنالے اور اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھے)، تو وہ اپنے تمام جسم کو (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور جو شخص وضو بنالے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف وضوء کے مقامات (اعضاء) کو پاک کرتا ہے۔

(دارقطنی ص۲۷، ۳، جلد اول باب التسمیۃ)

عَلی الوضوء، بیہقی صـ ۴۴ جلد ۱، مشکوٰۃ صـ ۴۷)۔

(۵۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَکَرَ اِسْمَ اللّٰہِ طَهُرَ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ وَاِنْ لَمْ یَذْکُرْ لَمْ یَطْهُرْ اِلَّا مَا اَصَابَہُ الْمَآءُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳ ج ۱، زجاجۃ المصابیح صـ ۹۸ جلد ۱)۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔

ف: ان احادیث سے واضح ہوا کہ بسم اللہ پڑھے بغیر بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن ناقص ہوتا ہے۔ اسی لئے ایسے وضو سے تمام جسم کے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ صرف اعضائے وضو کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

وضو کا طریقہ

(۵۶) اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہٗ

خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لیے) وضو کا پانی منگوایا اور وضو بنایا، تو تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین دفعہ کہنی سمیت اپنا دایاں بازو دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ کہنی سمیت) اپنا بایاں بازو دھویا، پھر

الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا۔ (مسلم ص۱۲۰ ج۱ باب صفۃ الوضوء)

اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ ٹخنوں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

ف: اس مضمون کی مرفوع حدیث صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔ (زجاجۃ المصابیح ص۱۰۰ جلد اول)

(۵۷) عَنْ اَبِیْ حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ...... ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جامع ترمذی ص۹ جلد اول، نسائی)

حضرت ابوحیہؒ فرماتے ہیں، میں نے خلیفۂ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو بنایا۔ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ ان کو صاف کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک دفعہ اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ...... پھر فرمایا میں نے چاہا کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور

مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ

(نسائی ص۲۹ جلد اول باب مسح الاذنین)

کانوں کا مسح فرمایا۔ کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت والی انگلیوں سے اور ان کے بیرونی حصے کا اپنے انگوٹھوں سے فرمایا۔

(۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن (جہنم کے) طوق سے حفاظت ہے۔

(مسند الفردوس للدیلمی۔ زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)

(۶۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَ مَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اٰمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ، زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے وضو بنایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔

ف: مسح رقبہ کی ایک مرفوع حدیث "صحیح ابن السکن" میں بھی ہے۔ (زجاجہ ص۱۰۱ ج۱) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔ مسح رقبہ کے ثبوت میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، جن کی تفصیل حضرت مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال کتاب "السعایہ" جلد اول ص۱۷۷ تا ۱۷۹ میں درج ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

"اگرچہ اس مسئلہ کی احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث بھی قابلِ عمل ہوتی ہے۔" (السعایۃ جلد اول ص۱۷۹)

علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام "تحفۃُ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ" ہے۔

(۶۱) حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ جُحْرَیْ اُذُنَیْہِ۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنے کانوں کے سوراخوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈالیں۔

(ابوداؤد ص۱۹ جلداول، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۴۶)

(۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ۔	رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تو وضو بنائے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔

(ترمذی ص۷ جلداول باب تخلیل اللحیۃ، مشکوٰۃ ص۴۶)۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(مسلم ص۱۳۴ جلداول، باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص۴۶، ابوداؤد ص۲۲ جلداول)

(۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سر مبارک) پر قطری کپڑے

مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔

(ابو داؤد ص۲۱ ج۱، باب المسح علی العمامۃ، مستدرک حاکم)

کی پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کر کے اپنے سر مبارک کے اگلے حصے کا مسح فرمالیا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

ف : تمام سر کے مسح کی حدیثیں "وضو کا طریقہ" عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔ اگر تمام سر کا مسح کرنا فرض ہوتا تو آنحضرت صَلَّی اللہُ علیہ وسلم صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا نہ فرماتے اور اگر چوتھائی سر سے کم پر مسح ـــــ کافی ہوتا تو بیانِ جواز کے لئے کم از کم ایک دفعہ آپ اس پر بھی عمل فرماتے۔ لیکن پورے ذخیرہ احادیث میں ایک دفعہ بھی آنحضرت صَلَّی اللہُ علیہ وسلم سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور تمام سر کا مسح کرنا سُنّت ہے۔ (فتح القدیر ص۱۵ ج۱ ابن الہمام)

کامل وضو کی برکات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص احسن طریقے سے وضو بناتا ہے اسکے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔

(مسلم ص ۱۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۳۸)

(۶۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مکمل وضو بنائے پھر یہ دعا پڑھے : اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اور ایک روایت میں

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُهَا مِنْ اَیِّهَا شَاءَ۔

یہ دعا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تو لازمی طور پر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ شخص جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم شریف ج۱ ص۱۲۲ مشکوٰۃ ص۳۹)

ف: جنت میں داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ کھل جانا بھی کافی ہے۔ یہ آٹھ دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا۔

(۶۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔

(بخاری ص۲۵ جلد۱ مسلم ص۱۲۶ جلد۱ مشکوٰۃ ص۳۹)

وضو کرتے وقت پانی اور وقت ضائع نہ کیا جائے

(۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍؓ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُؓ! قَالَ اَفِیْ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وضو بنا رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا، اے سعدؓ یہ کیا اسراف

اَلْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔

(مسند امام احمد، ابنِ ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ہے، انہوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا (جی ہاں) اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۹) حضرت عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ کی سند سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ۔

(النسائی ص۳۳ ج۱، ابن ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ایک اعرابی وضو کے متعلق سوال لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین بار اعضاء وضو دھو کر وضو کا طریقہ دکھلایا۔ پھر فرمایا، وضو اسی طرح ہے جس نے اس پر اضافہ کیا۔ اس نے بُرا کیا، اور ظلم و تعدی کی۔

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو بنایا اور پھر یہ دعا پڑھی اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جنت کے جس

(ترمذی ج۱ صہ۹ ، باب مایقال بعد الوضوء مشکوٰۃ صہ ۳۹)۔

دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

غُسلِ جنابت کی فرضیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

(۷۱) وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ (مائدہ پ۶)

اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

غُسل کا طریقہ اور اس کے آداب

حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۷۲) قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ مِّلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے غسل جنابت کا پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسکو خوب ملا۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو بنایا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالا۔ پھر اپنا باقی جسم دھویا، پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری صہ۳۹ جلد۱، مسلم صہ۱۴۷ جلد۱ واللفظ لمسلم)

(۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کی کھال کو صاف کرو۔

(ابوداؤد ص۳۳، ترمذی ج۱ ص۱۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۸)

(۴۴) حضرت یعلی رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیا، پردہ پوش ہیں وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کر لیا کرے۔

(ابوداؤد ص ۲۹ جلد دوم، نسائی ص۷۰ جلد ۱، مشکوٰۃ ص ۴۹)

جمعہ کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہیئے کہ غسل کرے۔

(بخاری ص۱۲۰ جلد اول، مسلم ص ۲۷۹ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۵۵)

(۴۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِھَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص جمعہ کے دن وضو بنائے تو ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

اَفْضَلُ۔ (ابوداؤد ج۱ ص۵۱، ترمذی، نسائی، مسند احمد مشکوٰۃ ص ۵۵)

عید کے دن کا غسل سُنّت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۷) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى (ابن ماجہ ص ۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

نماز کی عظمت واہمیّت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مقدس ذات وصفات، اس کے بیشمار احسانات وکمالات، اس کی توحید وتقدیس پر ایمان لانے اور ان کو مان لینے کا فطری وقدرتی تقاضا یہ ہے کہ انسان اسکی بارگاہِ عالی میں اپنی عاجزی ومحتاجی اور اس کی عظمت وکبریائی کا اقرار واظہار کرے اس کی یاد سے اپنے قلب وروح کے لیے نور وسرور کی غذا حاصل کرے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز اسی تقاضے کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کا بے مثال ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز کا رہا ہے۔ سرتاج حکماء اسلام حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نماز کی حقیقت وحکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَصْلُ الصَّلٰوةِ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ اَنْ يَّخْضَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ مُلَاحَظَةِ جَلَالِ اللّٰهِ وَعَظْمَتِهٖ وَيُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْكَ الْعَظْمَةِ وَذٰلِكَ الْخُضُوْعُ بِاَفْصَحِ عِبَارَةٍ وَاَنْ يُّؤَدِّبَ الْجَوَارِحُ حَسْبَ ذٰلِكَ الْخُضُوْعِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی اساس وبنیاد یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل، زبان اور اعضاء وجوارح سے اللہ سبحانہٗ وتقدس کی عظمت وجلال کا اعلان واظہار کرے اور اپنی عاجزی وبندگی اور عبودیت کا اعتراف واقرار کرے۔

(حجۃ اللہ البالغہ صہ ۲ جلد اوّل باب اسرار الصلوٰۃ)

اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، یہ حسنِ ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، یہ اپنے محبوب سے مہجور روح کا خطاب ہے۔ یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے، یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے یہ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ یہ بے قرار روح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفّی اور مایوس دل کی آس ہے، یہ فطرت کی آواز ہے۔ یہ حساس و اثر پذیر طبیعت کی اندرونی پکار ہے، یہ زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔" (سیرۃ النبیؐ صہ ۵۹، ۶۰ جلد ۵)

نماز کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۴۸) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۲/۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اقامتِ صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط اور سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کیا جائے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بنیادی رُکن ہے قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود نماز کا اہتمام اور اپنی اُمتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے صاحبزادے

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی ویران سرزمین میں آباد کرتے ہیں اور اس کی یہ غرض بتلاتے ہیں۔

(۷۹) رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۝ (ابراہیم ۱۴/۳۷) اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے اور اپنی نسل کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

(۸۰) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۝ (ابراہیم ۱۴/۴۰) اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن مجید کی شہادت ہے۔

(۸۱) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ ۝ (مریم ۱۹/۵۵) اور وُہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز کا ذکر سورۂ ہود میں ہے۔

(۸۲) أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ ۝ (ہود ۱۱/۸۷) کیا آپ کی نماز آپکو یہ حکم دیتی ہے۔

حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے۔

(۸۳) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ۔ (انبیاء ۲۱/۷۳) اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی وحی بھیجی۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

(۸۴) يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ (لقمان ۳۱/۱۷) اے میرے بیٹے نماز قائم کیجیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکمِ الٰہی ہوتا ہے۔

(۸۵) وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ (طٰہٰ ۲/۱۴) — اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السّلام سے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۸۶) وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (یونس ۱۰/۸) — اور نماز قائم کیجئے۔

بنی اسرائیل سے وعدہ خداوندی تھا۔

(۸۷) اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ ۝ (مائدہ ۵/۱۲) — اور اگر تم نے نماز قائم کی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی نسبت قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

(۸۸) وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۝ (آلِ عمران ۳/۳۹) — اور وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرماتے ہیں:

(۸۹) وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ (مریم ۱۹/۳۱) — اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جن جانشینوں اور نام لیواؤں نے نماز کو ضائع کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو عذابِ آخرت کی شدید دھمکی دی گئی ہے۔

ارشادِ رحمانی ہے:

(۹۰) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا — پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات

الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مریم 19/59)
کی پیروی کی۔ پس وہ ضرور خرابی دیکھیں گے۔

قیامت کے دن دوزخی لوگ اپنے دوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے۔

(۹۱) لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ (مدثر ۷۴/۴۳)
کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۹۲) اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔ (النساء ۴/۱۴۲)
بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

(۹۳) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (العنکبوت ۲۹/۴۵)
بے شک نماز (زبانِ حال سے) بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔

(۹۴) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الروم ۳۰/۳۱)
اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے، قرآن مجید کے انہی مضامین و ہدایات کو حکمتِ نبوی اور سنتِ نبوی عملاً

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مختلف عنوانوں سے پیش کیا گیا ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ (مسلم ص ۶۱ ج ۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۵۸، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ اور کفر کو ملانے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔

یعنی نماز دینِ اسلام کا اتنا اہم شعار ہے کہ اس کے ترک کر دینے سے آدمی کفر کی سرحد سے جا ملتا ہے۔

(۹۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

(بخاری ص ۶ ج ۱، مسلم ص ۳۲ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

(۹۷) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ أَمْرَ الصَّلٰوةِ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز اہتمام سے ادا کرے، تو وہ نماز قیامت کے دن (کے اندھیرے میں) اس کے لئے نور اور اس کے ایمان کی دلیل اور ذریعۂ نجات

تَكُنْ لَهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(مسند دارمی، مسند احمد، مشکوٰۃ) ص ۵۸

بنے گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ نماز اس کے واسطے نہ نُور بنے گی نہ بُرہان نہ ذریعہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن (بڑے بڑے کافروں) قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بِن خلف کے ساتھ ہوگا۔

نماز پر گناہوں کی معافی

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ اَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ۔

(ابو داؤد ص ۶۱/۱، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص ۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کیا اور ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ اسے بخش دیں گے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے اور چاہے گا تو عذاب دے گا۔

ف: جو شخص پورے اہتمام کے ساتھ خشوع و خضوع سے سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھتا رہے، تو عام تجربہ و مشاہدہ ہے کہ ایسا شخص خود ہی گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو اسے توبہ و استغفار

کی توفیق مل جاتی ہے۔ ایسی نماز بہر حال بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی بخشش کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔

(بخاری ج۱، باب الصلوات الخمس کفارۃ، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائیگا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کے میل سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا، پس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

پانچ وقت کی نماز

کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بندہ اور خدا کے درمیان ایک عہد و پیمان اور میثاق و معاہدہ ہے کہ زندگی کا مقصد عبادتِ خداوندی ہے اور اس کا طریق کار اتباعِ سنتِ نبویہ ہے۔ کلمہ کے پہلے جزو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" میں مقصدِ زندگی کا بیان ہے اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" میں اس عظیم مقصد کے حاصل کرنے کے طریقِ کار کا ذکر ہے۔

روزانہ پانچ وقت کی نماز کا ایک اہم مقصد اس عہد و پیمان کی تجدید ہے۔ صبح نیند سے بیدار ہو کر مؤذن کی پکار "اللہ اکبر، اللہ اکبر" الخ پر بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیتا ہے، دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اپنی بندگی کا بار بار اقرار و اظہار کرتا ہے۔ زبانِ حال و قال سے کہتا ہے کہ یا اللہ! میں شترِ بے مہار نہیں، بلکہ آپ کا

عاجز بندہ اور آپ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہوں، میں اپنی پوری زندگی آپ کے احکام اور آپ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کیمطابق گزاروں گا۔

طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک تقریباً چھ سات گھنٹے کا طویل وقفہ دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ زوال کے بعد پھر خدا کے منادی (موذن) کی پکار پر دوبارہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری دیتا ہے، اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اعلان کرتا ہے، پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عصر، مغرب، عشاء کی نمازوں میں اسی معاہدہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب بندہ احساس و شعور کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو نماز زبانِ حال سے اسے بار بار یاد دلاتی رہتی ہے کہ اے انسان! تو شتر بے مہار نہیں، بلکہ سب سے بڑی قدرت والی ذات کا بندہ اور غلام ہے جس طرح تو نماز کے اندر اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے، نماز کے باہر بھی اس کے احکام کیمطابق زندگی بسر کر۔ دفتر میں ہو یا کارخانے میں، کھیت میں ہو یا دکان میں ہر جگہ، ہر وقت اس کے احکام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کو پورا کیا کر۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ (العنکبوت ۲۹/۴۵)	بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

پھر جس طرح محدود جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ متعدد بار جسمانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے، اسی طرح روحانی زندگی جو بہت طویل زندگی ہے، قبر و حشر اور آخرت کے

کروڑ ہا سال پر مشتمل ہے، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اس کی رُوح ایمان ہے اور اس کی غذا نماز اور دیگر عبادات ہیں، رُوحانی اور اُخروی زندگی کو تازہ خون پہنچانے اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے اور اسے نشو و نما دینے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز کی شکل میں روحانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:-

(۱۰۰) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت ۲۹/۶۴)

اور یہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل و تماشا ہے اور آخرت کا گھر اصل زندگی (کا مقام) ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

اگر دُنیاوی زندگی کو احکامِ خُداوندی اور سیرتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پابند کر دیا جائے تو پھر یہ زندگی بھی اُخروی زندگی کی اصلاح و فلاح کا دیباچہ اور مقدمہ بن کر دُرست ہو جاتی ہے اور قیمتی بن جاتی ہے، اور دُنیاوی کام من وجہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی فرض نماز اور اس کے اوقات

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۱۰۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۴/۱۰۳)

بلا ریب، نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۰۲) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ (بقرہ ۲/۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی (نمازِ عصر)۔

اس آیت کے جمع کے صیغے میں متعدد نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۳) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

نمازِ صبح سے پہلے اور نمازِ عشاء کے

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ۝ (النور ۲۴/۵۸) بعد۔

اس آیتِ کریمہ میں فجر و عشار کی نمازوں کی تصریح ہے۔

(۱۰۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۝ (ہود ۱۲/۱۱) اور دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصّوں میں نماز قائم کیجئے۔

اس آیت میں اکثر نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۵) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۝ (الاسراء ۱۷/۸) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجئے، اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیتِ مبارکہ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

پانچ وقت کی فرض نماز بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ ہمیشہ ان کو پابندی سے ادا فرماتے رہے۔ متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں۔ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

(سیرت النبی ج۵ ص۱۱۹، التعلیق الصبیح ج۱ ص۲۷)

انسانوں کی سہولت کے لئے نمازوں کے اوقات میں شرعاً وسعت ہے اوقات کی مقررہ حدود کے اندر اندر نماز درست ہے، ان اوقات کے بعض حصے جواز کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض حصے استحباب کا، مستحب وقت میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ افضل درجہ حاصل ہو۔

نمازِ صبح کا وقت طلوعِ صبحِ صادق سے طلوعِ شمس تک ہے

(۱۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ ۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ صُبح کے وقت کی ابتداء صُبح صادق کے طلوع کا وقت ہے اور اسکی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۲ جلد اوّل، مُسند احمد)

صُبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے

(۱۰۷) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

حُضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، صُبح کی نماز اِسفار میں ادا کرو، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(ترمذی صہ ۲۲ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۶۱، ابوداؤد نحوہ صہ ۶۷/۱، مسند دارمی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے، حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری جلد ۲ صہ ۴۵ پر فرماتے ہیں۔ (وَصَحَّحَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اِسفار سے مراد یہ ہے کہ صُبح کا اُجالا خوب پھیل جائے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

(۱۰۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (نسائی ۹۴/۱)

حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس قدر تم اِسفار میں نماز ادا کرو گے، اس قدر اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ جلد اوّل صہ ۲۳۸)

(۱۰۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِہِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلالؓ! صبح کی نماز اجالے میں ادا کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ اِسفار کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، طبرانی، کتاب الحجج امام محمدؒ، ابوداؤد طیالسی)

(۱۱۰) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (طبرانی کبیر)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے صبح کی نماز اُجالے میں ادا کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(۱۱۱) حضرت اَبُوہُرَیرۃؓ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا اَسْفَرُوْا بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ۔

(مسند بزار، طبرانی اوسط)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے میری اُمّت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اِسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اِسفار کی مرفوع حدیثیں درجِ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبرانی)، حضرت قتادہ بن نعمانؓ (طبرانی، مسند بزار) حضرت حوا انصاریہؓ (طبرانی)۔ ان احادیث کی تفصیل نصب الرایہ جلد اول صہ ۲۳۵ تا صہ ۲۳۷ اور عمدۃ القاری جلد ۳ صہ ۹۰، شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ ان کی سندیں متکلم فیہ ہیں، تاہم

محدثین کے اُصول کے مطابق تائید کے درجہ میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۱۲) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَیْئٍ مَا اَجْمَعُوْا عَلَی التَّنْوِیْرِ بِالْفَجْرِ۔
(مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۳۲۲)

صحابہ کرام رضہ نے جس قدر صُبح کے اسفار پر اجماع فرمایا ہے، اس قدر اجماع و اتفاق کسی اور چیز پر نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی صفحہ ۱۳۶ جلد ا میں بھی مروی ہے۔
(نصب الرایہ جلد ا ص۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعیؒ "الازہار المتناثرۃ" میں لکھتے ہیں کہ اسفار کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۵۴ جلد۲)

ف: بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم صُبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھاتے تھے۔ بعض محققین نے اس کی توجیہہ میں لکھا ہے، کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر غلس اور اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا۔ لیکن عوام کی سہولت کے لیے آپ نے ہی اُمّت کو اسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ تو آپؐ کے ارشاد کی وجہ سے اُمّت کے لئے اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔
(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ج۱ ص۸)

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس سے دو مثل سایہ تک ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّھْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوالِ شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اوّل، مسند امام احمد)

(۱۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔ جس کی سند صحیح ہے۔

صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ۔

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے مساوی ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

(مؤطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقوت الصلوٰۃ)

(۱۱۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ۔

(بخاری ج۱ ص۸۷ باب الاذان للمسافرین)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے (موذن نے ظہر کی نماز کے لیے) اذان دینے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا تاخیر کرو۔ اس نے (وقفہ کے بعد) پھر اذان کا ارادہ کیا، تو آپؐ نے دوبارہ فرمایا ٹھہرو، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا، آپؐ نے سہ بارہ فرمایا، تاخیر کرو، حتیٰ کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہو گیا۔ (تب اذان و نماز ہوئی)

ف : ظاہر ہے کہ ٹیلے کا سایہ ٹیلے کے برابر ایک مثل سایہ کے بعد ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں نماز ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ دو مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کا ماخذ ہے۔ لیکن ائمہ ثلثہؒ اور صاحبینؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت ایک مثل ہے۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اور

عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے، تاکہ اجماعی اوقات میں نماز ادا ہو۔

(شامی ص۲۶۹ ج۱، فتح القدیر ص۱۹۳ ج۱، بحر الرائق ص ۲۳۵ جلد ۱)

نماز ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نسائی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۱۶) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے، (اول وقت میں پڑھتے)۔

(نسائی ص۸۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۲)

(۱۱۷) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب سخت گرمی ہو تو نماز تاخیر سے ادا کیا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری ص۷۶ ج۱، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، مسلم ص۲۲۴ ج۱، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

(۱۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب گرمی سخت ہو تو نماز تاخیر سے ادا کرو۔

(بخاری ص۷۷، جلد اول، مسلم ص ۲۲۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے نمازِ ظہر تاخیر سے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری ص ۷۷، جلد اول)

محدث ابن حجر شافعی التلخیص الحبیر مع شرح المہذب ص ۵۱ جلد ۳ پر فرماتے ہیں، کہ حدیث اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے درج ذیل کتبِ حدیث میں مروی ہے۔

چنانچہ حضرت[۱] ابوذر سے بخاری و مسلم میں، حضرت ابن[۲] عمرؓ سے بخاری وغیرہ میں، حضرت ابو[۳] موسیٰ اشعریؓ سے نسائی میں، حضرت[۴] عائشہؓ سے صحیح ابن خزیمہ میں، حضرت[۵] مغیرہؓ سے مسند امام احمد وابن ماجہ میں، حضرت[۶] ابوسعیدؓ سے بخاری میں، حضرت[۷] عمرو بن عبسہؓ سے طبرانی میں، حضرت[۸] صفوانؓ سے مصنف ابن ابی شیبہ و مستدرک حاکم میں اور حضرت[۹] ابن عباسؓ سے مسند بزار میں مروی ہے الخ

ف: بعض صحیح احادیث میں ظہر کی تعجیل اور اول وقت میں پڑھنا مذکور ہے۔ اربابِ تحقیق نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ ایک توجیہ و تطبیق تو یہ ہے کہ تعجیل کی حدیثیں موسم سرما پر اور ابراد و تاخیر کی حدیثیں موسم گرما پر محمول ہیں۔ اس تطبیق کا واضح قرینہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا صحیح حدیث ہے۔ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ کہ جب گرمی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو اول وقت میں نماز پڑھتے۔

دوسری توجیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وَکَانَ الْاٰخِرُ الْاَمْرَیْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِبْرَادَ

(فتح الباری شرح بخاری ص۱۶ جلد دوم) یعنی تعجیل کی حدیثیں ابتداء پر محمول ہیں۔ اور ابراد و تاخیر والی حدیثیں آخری زمانہ پر محمول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد و تاخیر کا تھا۔ بہر حال مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے آخر وقت سے غروب شمس تک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ۔ (بخاری ص۸۲ جلد ۱، مسلم ص۲۲۱ جلد ۱، وبقیہ صحاح ستہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غروبِ شمس سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نمازِ عصر پالی۔

(۱۲۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ وَیَسْقُطْ قَرْنُھَا الْاَوَّلُ۔ (مسلم ص۲۲۳ ج۱ باب اوقات الصلوات الخمس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔

نمازِ عصر کا مستحب وقت اصفرارِ شمس سے پہلے پہلے

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

وَسَلَّمَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

(بخاری ج۱ ص۷۷ باب فضل صلوٰة العصر مسلم ج۱ ص۲۲۸، باب فضل صلوٰة الصبح والعصر، ابوداؤد کتاب السنة)

اگر تمہاری استطاعت میں یہ بات ہو کہ تم صبح وعصر کی نمازیں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو (ان نمازوں کی پابندی کرو)۔ پھر حضرت جریرؓ نے (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھی۔ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

(۱۲۳) حضرت عمارہ رضی اللہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ (مسلم ج۱ ص۲۲۸، نسائی ج۱ ص۸۲ باب فضل صلوٰة العصر، مسند امام احمدؒ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ ۝ تسبیح وتحمید کا حکم آیا ہے، اس سے فجر وعصر کی نمازیں مراد ہیں۔

۲۔ حدیث، تفسیر و دیگر تمام اسلامی وعربی علوم کے مسلّمہ امام علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ "عقیدة الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"قَبْلَ الطُّلُوْعِ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع وغروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب

کوئی شخص کہتا ہے اٰتِیْکَ قَبْلَ الغُرُوْبِ کہ میں تیرے پاس غروبِ شمس سے پہلے آؤں گا تو مخاطب یہی سمجھتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا۔ دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔"

(فتح الملہم، شرح مسلم ص۲۰۱ ج۲، التعلیق الصبیح، شرح مشکوٰۃ ص۲۷۸ ج۱، ص۲۸۴ ج۱)

اس بنا پر قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص سے نماز فجر و عصر میں اول وقت سے قدرے تاخیر سے ادا کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب و سنّت کا یہ اشارہ اور استنباط بہت وزنی اور اہم ہے۔

(۱۲۴) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلاً لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَ اَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلاً لِّلْعَصْرِ مِنْهُ۔ (ترمذی ص۲۲ ج۱، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۲)

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمۃ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ سے پہلے پڑھتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (معارف السنن، شرح ترمذی ص۱۷ جلد ۲)

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اول وقت سے قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(۱۲۵) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔ (ابوداؤد ص۶۵ ج۱ باب فی صلوٰۃ العصر، ابن ماجہ)

حضرت علی بن شیبان رضؓ فرماتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نماز عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے، جب تک سورج صاف سفید رہتا۔

(۱۲۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْمُرُ بِتَاْخِیْرِ الْعَصْرِ۔ — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کی تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طبرانی کبیر)

یہ آخری دو حدیثیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، تاہم محدثین کے اصول پر تائید و استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۲۷) خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا:

صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ نَقِیَّۃٌ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَھَا صُفْرَۃٌ۔ — نمازِ عصر سورج میں زردی آنے سے پیشتر اس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو۔

(موطا امام مالکؒ صہ، سند قوی)

(۱۲۸) اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُؤَخِّرُ الْعَصْرَ۔ — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

(طبرانی کبیر و رجالہ موثقون)۔

ف: بعض صحیح احادیث میں نمازِ عصر تعجیل سے اور اول وقت میں پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیانِ جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم صہ۲ جلد ۱)۔

نمازِ مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت غروبِ شمس سے غروبِ شفق تک ہے۔

(۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ۔ (ترمذی صـ ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

کہ مغرب کا اول وقت غروبِ شمس ہے اور اسکا آخری وقت، اُفق (شفق) کی غیبوبت کا وقت ہے۔

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

(مسلم صـ ۲۲۳ جلد اول، ابوداؤد، مشکوٰۃ صـ ۵۹)

ف: شفق کا لفظ غروبِ شمس کے بعد سُرخی اور سُرخی کے بعد سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے وہ سفیدی مراد ہے جو سُرخی کے بعد مغربی اُفق پر دکھائی دیتی ہے۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے۔

(۱۳۱) ثُمَّ اَذَّنَ (بِلَالٌ) لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔ (طبرانی اوسط)

حضرت بلالؓ نے عشاء کی اذان دی جبکہ دن کی سفیدی ختم ہوئی اور وہی شفق ہے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ صـ ۲۳۳ جلد اوّل)

نمازِ مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز ہمیشہ سردی ہو یا گرمی غروبِ شمس کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۲) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ

وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ۔ (ابوداؤد ج۱ ص۶۶ مشکوٰۃ ص۶۱)

میری اُمت بھلائی پر قائم رہے گی، یا فرمایا فطرت وسنّت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔

امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں یہ صحیح علیٰ شرط مسلم (نصب الرایہ ج۱ ص۲۴۶) کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت

نمازِ عشا کا وقت غروبِ شفق سے صبح صادق تک ہے۔ حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نمازِ عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے، جب اُفق (شفق) غائب ہوتا ہے۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۴) حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ اَمَرَہٗ بِالْعِشَاءِ حِیْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ۔

(مسلم ج۱ ص۲۲۳)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو عشاء کا حکم دیا جب کہ شفق غروب ہوئی۔

(۱۳۵) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الشَّفَقُ۔

(ابوداؤد ص۶۳ جلد اول باب فی المواقیت)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اس وقت ادا فرماتے، جب اُفق (آسمان کا کنارہ) سیاہ ہوجاتا۔

(۱۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى۔
(مسلم ص۲۲۹ ج۱، باب وقت العشاء، نسائی ص۹۳ ج۱)

عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

(۱۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (مسلم ص۲۲۹ جلد۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر کی۔

(۱۳۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

أَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ۔
(مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، پھر تشریف لائے اور ان کو نماز پڑھائی۔

(۱۳۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اوقات کی تفصیل لکھی اور فرمایا۔

وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَیَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا۔

اور نمازِ عشاء رات کے جس حصے میں چاہو ادا کرو اور اسے ترک مت کرو۔

(طحاوی ص۹۴ جلد اول، ورجالہ ثقات)

نمازِ عشاء کا مستحب وقت

نمازِ عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

(۱۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ تہائی رات یا نصف رات تک عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

(ترمذی صہ ۲۳/۱، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۶۱)

(۱۴۱) حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ الْعِشَاءَ...... وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

(بخاری صہ ۷۷/۱ و مسلم صہ ۲۳۰/۱، مشکوٰۃ صہ ۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تہائی رات تک عشاء کو مؤخر کردیں۔

عشاء کے وقت میں ضعیف اور بیمار کی رعایت

اگرچہ عشاء کی نماز میں اصولی طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے، تاہم اس میں کمزور، بیمار اور معذور مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی، اور فرمایا:۔

(۱۴۲) لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد صہ ۶۶/۱، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۶۲)

خُلاصہ :- مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خُلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے، اور سردی کی ظہر میں بھی تقدیم مستحب ہے، اور باقی تمام نمازوں میں ہمیشہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ اوّل وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اوّل وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ

بعض آئمہ کرامؒ ہمیشہ اول وقت میں تمام نمازوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اُن کا استدلال درج ذیل احادیث سے ہے۔

حضرت اُمِ فروہ رضی اللہ عنہا کی مَرفوُع حدیث ہے۔

(۱۴۴) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِہَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اوّل وقت میں نماز پڑھنا۔

(ترمذی ص۲۴ جلد۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۶۱)

تبصرہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

حَدِیْثُ اُمِّ فَرْوَۃَ لَا یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِیِّ وَلَیْسَ ھُوَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَاضْطَرَبُوْا فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

فروہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث صرف عبد اللہ بن عمر العُمری کے واسطے سے مروی ہے اور وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

(ترمذی ص۲۴ جلد۱، باب ماجاء فی الوقت الاوّل من الفضل)

محدث دارقطنیؒ نے کتاب العلل میں اس حدیث کے اضطراب و اختلاف

کثیر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۴۱ جلد ۱)

حضرت محدث بنوریؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَحْمَدُ ثُمَّ الْبَیْهَقِیُّ ثُمَّ النَّوَوِیُّ ثُمَّ الْحَافِظُ اِبْنُ حَجَرٍ وَغَیْرُهُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ اَنَّهٗ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَسَانِیْدَ كُلُّهَا ضَعِیْفَةٌ۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ، محدث بیہقی شافعیؒ، محدث نوویؒ شارح مسلم شافعیؒ، حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری شافعیؒ اور دیگر حفاظ محدثین نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص ۵۴ ج ۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، نماز کا اول وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(ترمذی ص ۲۴ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۶۱)

تبصرہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعقوب بن الولید ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے۔

محدث ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔

كَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ۔

کہ وہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِیْنَ الْكِبَارِ۔

کہ وہ بڑے جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔

لَیسَ بِثِقَۃٍ۔ کہ وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔

مَتْرُوکُ الْحَدِیْثِ۔ کہ اس کی حدیث قابلِ ترک ہے۔

نصب الرایہ جلد اول ص ۲۴۳)

حافظ ابنِ حجرؒ نے بھی تقریباً یہی تبصرہ نقل کیا ہے۔ (التلخیص الجبیر ص۴۶ ج۳، مع شرح المہذب)

محدث بیہقیؒ اپنی کتابُ المعرفۃ اور السنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَسَانِیْدَ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ۔ (نصب الرایہ ص۲۴۳ ج۱) کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

محدثِ نوویؒ شافعی شارح مسلم اپنی کتاب "الخلاصہ" میں لکھتے ہیں۔

اَحَادِیْثُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِاَوَّلِ وَقْتِھَا وَ اَحَادِیْثُ اَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللّٰہِ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ۔ (نصب الرایہ ج۱ ص۲۴۳)

یعنی مذکورہ بالا دونوں قسم کی حدیثیں تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

ف: بعض محدثینؒ نے مذکورہ بالا مستحب اوقات والی صحیح احادیث کی روشنی میں یہ تطبیق و توجیہ لکھی ہے کہ اول وقت والی احادیث سے وقت مختار اور وقت مستحب کا اول حصہ مراد ہے۔

علامہ قاریؒ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ اَوَّلُ الْوَقْتِ الْمُخْتَارِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۱۳۶ ج۲) کہ مستحب و مختار وقت کا اول حصہ مراد ہے۔

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے

فرض نماز کو اپنے متعین و مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقرر وقت سے تقدیم و تاخیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۰ (سورہ نساء ۴/۱۰۳)

بے شک نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۴۶) ارشادِ الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ ۰ (البقرۃ ۲/۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو۔

مفسر ابن کثیر شافعیؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ یَاْمُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمُحَافَظَۃِ عَلَی الصَّلَوٰتِ فِیْ اَوْقَاتِھَا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ۱/۲۹۰)

اللہ تعالیٰ شانہٗ وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ (المومنون ۲۳/۹)

اور وہ لوگ (فلاح پانے والے اہلِ ایمان) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسروق تابعیؒ، حضرت قتادہ تابعیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی بھی محافظت صلوٰۃ میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۳۹ جلد ۳) یہی مضمون تفسیر ابن کثیر ص۴۲۱ جلد ۴ پر بھی ہے۔

(۱۴۸) ارشادِ رحمانی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۰ (المعارج ۷۰/۳۴)

اور وہ لوگ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (یُحَافِظُوْنَ) عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا وَاَرْکَانِھَا وَوَاجِبَاتِھَا وَمُسْتَحَبَّاتِھَا۔ کہ وہ لوگ نماز کے اوقات ارکان، واجبات،

مستحبات کی نگہبانی کرتے ہیں"۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ محافظت نماز کے سلسلہ میں وقت کی حفاظت سرفہرست ہے۔

(۱۴۹) ارشادِ ربانی ہے۔

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ ؕ — وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(المعارج ۷۰/۲۳)

مفسر ابنِ کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں،

مَعْنَاهُ يُحَافِظُوْنَ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَ اَحْبَاتِهَا قَالَهُ اِبْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَ مَسْرُوْقٌ وَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ۔ اس ارشادِ ربانی کا معنیٰ ومطلب ہے نماز کے اوقات وواجبات کی پابندی کرنا، حضرت ابن مسعودؓ مسروقؒ، ابراہیم نخعیؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(۱۵۰) ارشادِ قرآنی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ؕ — سو ان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

(الماعون ۱۰۷/۴،۵)

بعض سلفؒ نے کہا ہے بے وقت نماز پڑھنا بھی "نماز سے غفلت وسہو" کا ایک فرد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صہ ۵۵۴ جلد ۴)

(۱۵۱) ارشادِ رحمانی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ؕ — تو ان (مذکور انبیاء علیہم السلام) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔

(مریم ۱۹/۵۹)

بعض سلفؒ کی تفسیر کے مطابق بے وقت نماز پڑھنا بھی اضاعتِ صلوٰۃ کی ایک نوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صہ ۱۲۷، ۱۲۸ جلد ۳)

(۱۵۳) ارشادِ قدسی ہے۔

وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ط — اور (متقی لوگ) نماز قائم کرتے ہیں۔
(البقرہ پ۱ ع۱)

بعض سلف رح کے مطابق "اوقاتِ نماز کی پابندی" بھی اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۲ جلد ۱)

راقم الحروف کے ناقص تتبّع و تلاش کے مطابق قرآن مجید کی انتالیس آیات میں "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم یا ذکر مختلف عنوانوں اور متعدد صیغوں سے موجود ہے۔ مصدر (اِقامُ الصلوٰۃ) ماضی (اَقَامَ الصَّلٰوۃَ) مضارع (یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ) اَمر (اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ) اسمِ فاعل (مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ) سب ہی الفاظ میں اقامتِ صلوٰۃ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے۔ بیسیوں آیات میں اِقامتِ صلوٰۃ، مُحافظتِ صلوٰۃ، دَوامِ صلوٰۃ متعدد عنوانوں سے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

تمام مفسّرین کرام رح کے ہاں یہ سب عنوان اور ان کے معانی و مَفاہیم مُقتضی ہیں کہ نماز کے فرائض و ارکان کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا بھی فرض و لازم ہے اور ان سے تقدیم و تاخیر کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے نماز سے غفلت کرنا ہے، جو نالائق اور قابلِ مذمت لوگوں کا شیوہ ہے۔

نماز کے مقرر اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں

پنجوقتہ فرض نماز دن کے معروف اوقات متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

صِحاحِ سِتّہ اور دیگر کُتُب احادیث میں اوقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم ہیں۔ ان میں بیسیوں صحیح حدیثیں نماز کے معروف و مقرر اوقات پر صراحت کے ساتھ دال ہیں۔

اس سلسلہ میں بعض حدیثیں مختصر طور پر گذشتہ صفحات میں بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکید و تبرک کے لیے درج ذیل احادیث بھی مطالعہ فرمائیں۔

(۱۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا۔

(بخاری ص۷۶، باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا، مسلم ص۶۲ جلد اول، مشکوٰۃ ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، آپؐ نے فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔

اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامتِ جبرئیل علیہ السلام

(۱۵۴) صحیح احادیث میں ہے کہ شبِ معراج میں پنجوقتہ فرض نمازوں کا حکم تو عرشِ معلّٰی سے بالا حالتِ معراج میں ہوا، مگر ان کے اوقات کی عملی تعلیم کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے اور دو روز بیت اللہ کے پاس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری طور پر) امام بنے۔ پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا: اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔

(ابوداؤد ص۶۲ ج۱، باب فی المواقیت، ترمذی ص۲۱ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۵۹)

نماز کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

قال الترمذی، حدیث حسن صحیح، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محدث جمال الدین زیلعیؒ فرماتے ہیں: حَدِيْثُ إِمَامَةِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ إِبْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَأَنَسٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ۔ (نصب الرایۃ ص۲۲۲ تا ۲۲۶ جلد اول)۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مروی ہے۔

حضرتؓ عبداللہ بن عباس، حضرتؓ جابر، حضرتؓ ابو مسعود، حضرتؓ ابو ہریرہ، حضرتؓ عمرو بن حزم، حضرتؓ ابو سعید خدری، حضرتؓ انس، حضرتؓ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔

پھر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول ان مرفوع احادیث کو چھ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

امامت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث مختصر طور پر بخاری ص۴۵۷ جلد ۱ باب ذکر الملائکۃ و مسلم ص۲۲۱ جلد ۱ باب اوقات الصلوات الخمس میں بھی مذکور ہے۔ نیز بخاری ص۷۵ جلد ۱ پر بھی یہ حدیث مجملاً مروی ہے۔

امامت جبرئیل علیہ السلام کی ان آٹھ حدیثوں سے بھی اوقاتِ نماز کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے قولی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ عملی تعلیم کا اہتمام کیا گیا اور وہ بھی مسلسل دو روز تک۔

(۱۵۵) حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقاتِ نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا دو روز یہاں ٹھہر کر ہمارے ساتھ نماز پڑھو، پھر آپؐ نے پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں پڑھائیں، اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَأَیْتُمْ۔ (مسلم ص۲۲۳ جلد اول، باب اوقات الصلوات الخمس، مشکوٰۃ ص۵۹) "تمہاری نمازوں کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے"۔

گو روزانہ نماز باجماعت کی صورت میں بھی نماز اور اس کے اوقات کی عملی تعلیم دی جاتی تھی، تاہم سائل کے جواب میں اوقاتِ نماز کی ابتداء و انتہا بتانے کے لئے

خصوصی عملی تعلیم کا اہتمام فرمایا گیا۔

تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا

(۱۵۶) حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں ایک روز شدّتِ جنگ کی وجہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ آپ نے غروبِ شمس کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف ان الفاظ میں سخت دُعا فرمائی۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ (بخاری ج۱ ص۱۴ و ص۵۹۰ ج۲ باب غزوۃ الخندق مسلم ج۱ ص۲۲۷، مشکوٰۃ ص۶۳)

کہ ان (مشرک) لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے مشغول رکھا (روکا)، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

تنبیہ اندازہ کیجئے کہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم طائف کے تبلیغی سفر میں اوباش کفار کی خشت باری سے لہولہان ہوجاتے ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام ربانی وحی سے ان کفار کو پیس کر رکھ دینے کی پیش کش کرتے ہیں، اس کے جواب میں آپ صرف ہدایت کی دُعا فرماتے ہیں۔ (معروف احادیث کا مضمون) اور یہاں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر آپ کو اس قدر سخت قلبی صدمہ پہنچتا ہے کہ ان کفار کے خلاف سخت ترین دُعا فرماتے ہیں۔

دھیان کیجئے کہ وقت پر نماز پڑھنے کا آپ کے یہاں کیا مقام تھا اور اس کا کتنا اہتمام تھا۔

نمازِ خوف کی احادیث سے اوقاتِ نماز کی اہمیت

(۱۵۷) قرآن عزیز کی سورہ نساء پ۵ ع۱۵ میں نمازِ خوف کی کیفیت اور اس کے اصول و آداب بیان کئے گئے ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث میں "باب صلوٰۃ الخوف" کے عنوان کے تحت نمازِ خوف کی درجنوں مرفوع صحیح احادیث مذکور ہیں۔ جن سے

واضح ہوتا ہے کہ میدانِ جہاد میں اور عین جنگ کے وقت بھی نماز کی کیفیت میں توتخہ کی گنجائش ہے اور نماز میں چلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حدتک وقت کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

(۱۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ۔

(بخاری ص۲۲۸ ج۱، مسلم ص۴۱۷ ج۱، مشکوٰۃ ص۲۳۰، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں۔

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ۔

(نسائی صفحہ ۴۰ جلد ۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن ____ (حجۃ الوداع میں) آپ نے عرفات میں ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھا۔)

ف: حجاج کرام کے لیے عرفات میں ظہر وعصر ____ کی جمع حقیقی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع حقیقی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی جمع حقیقی کی صورت میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے نہیں پڑھا۔

(۱۶۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے، محض اس شخص کی کوتاہی ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دے۔

(مسلم صفحہ ۲۳۹ جلد اول باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ)

(۱۶۱) سُئِلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا التَّفْرِیْطُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں کوتاہی کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنا تفریط (کوتاہی) ہے۔

(طحاوی صـ ۱۳۲ جلد ا، بسندِ صحیح)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

(ترمذی صـ ۲۶ جلد اول، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین)

تنبیہ اس حدیث میں ایک راوی حنش بن قیس ضعیف ہے۔ امام ترمذی رح و بعض دیگر محدثین نے اس اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس کا مضمون صحیح ہے، قرآن و حدیث کی مذکورہ بالا بعض نصوص (اضاعتِ صلوٰۃ، سھو عن الصلوٰۃ، تفریط

فی الصلوٰۃ " کے مطابق ہے۔

اس کے علاوہ محدث ابن کثیرؒ نے تفسیر میں، اور امام حاکمؒ نے اس حدیث کو حسن و قوی تسلیم کیا ہے۔
(معارف السنن شرح الترمذی صہ ۱۶۶ جلد ۲)

(۱۶۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی صوبوں کے ذمہ دار حکام کو ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ متنبہ فرمایا تھا۔

إِنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ كَبِيْرَةٌ مِّنَ الْكَبَائِرِ۔

کہ دو نمازوں کو (بلا عذر) ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔

(موطا امام محمدؒ صہ ۱۳۲، سنن بیہقی صہ ۱۶۹ جلد ۳)

(۱۶۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مِّنَ الْكَبَائِرِ۔

بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۴۵۹ جلد ۲)

محدث ابن ابی شیبۃ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے "جمع بین الصلوٰتین" (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے) کا ذکر آیا ہے اور بعض ائمہ کرامؒ نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے، ان کے ہاں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر و عصر کی نمازوں کو عصر کے وقت میں اکٹھے پڑھنا اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے اور درست ہے۔

ائمہ احنافؒ اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی حدیثیں جمع صوری و جمع عملی پر محمول ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے ظہر کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عصر کی

نماز اپنے اوّل وقت میں ادا کی جائے، اس صورت میں ہر نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوگی، لیکن صورت و عمل کے لحاظ سے دونوں نمازیں اکٹھی ادا ہوں گی۔ اسی طرح مغرب کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز اپنے اوّل وقت میں پڑھی جائے، اس کو جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورتِ عمل تھی کہ سفر بہت طویل تھا، موسم سخت گرم تھا، طہارت و وضو کے لیے پانی کی قلت تھی، اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اُترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا۔ اس لئے جمع صوری کی شکل میں تخفیف فرمائی گئی۔

بہرحال مؤخّر الذکر مکتبِ فکر کی تحقیق میں جمع بین الصلوٰتین والی احادیث کا محمل یہی جمع صوری و عملی ہے۔ یہی توجیہ و تطبیق درج ذیل وجوہ اور شواہد و قرائن کی بنا پر راجح ہے۔

پہلی وجہ ترجیح ۱

اوقاتِ نماز کی تعیین و تحدید قطعی فرض ہے، جو قرآنِ مجید کی متعدد آیات، بیسیوں متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ جَمْعَ بَیْنَ الصَّلوٰتَیْنِ۔ کی حدیثیں اَخبارِ آحاد ہیں۔ قرآنی آیات اور متواتر احادیث کے معارضہ و مقابلہ میں خبرِ واحد واجبُ التاویل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان اخبارِ آحاد کو جمع صوری و عملی پر محمول کرنا ضروری ہے، تاکہ قطعیات کی مخالفت نہ ہو، ظنی دلیل کی خاطر قطعیات کی تخصیص و تاویل کرنا قرینِ انصاف نہیں۔

دوسری وجہ ترجیح ۲

بعض احادیثِ جمع کے الفاظ بھی جمع صوری کی طرف مشیر ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مَرفوع حدیث ہے۔

(۱۶۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے مغرب

وَ يُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَ يُقَدِّمُ الْعِشَاءَ۔

کو موخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔

(مسند امام احمد ۱۳۵/ج۶، طحاوی ص۱۲۲/ج۱، مستدرک حاکم بسند حسن)

(۱۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔

كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ فَنَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعْتُ۔

(ابوداؤد ص۱۷۸/ج۱، باب الجمع بین الصلوتین، دارقطنی ص۳۹۳ جلد اول بسند صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ایک سفر میں) غروبِ شفق سے قبل سواری سے اترے مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروبِ شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپؐ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جمع صوری کی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

(۱۶۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَعَلَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُصَلِّی الظُّهْرَ فِیْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَ يُصَلِّی الْعَصْرَ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

(طبرانی اوسط)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (و تمام صحابہؓ) ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھتے۔

یہ مرفوع حدیث بھی جمع صوری وعملی پر صریح دلیل ہے۔

(۱۶۸) حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی موا حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعدؓ کوفہ سے مکہ مکرمہ سفر حج پر جا رہے تھے۔

فَكَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُعَجِّلُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے عشاء کو مقدم کرتے، پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۷ جلد ۲، باب من قال یجمع المسافر بین الصلوتین و اللفظ لہ۔ مسند عبد الرزاق صفحہ ۵۴۹ جلد ۲، طحاوی صفحہ ۱۲۳ جلد ا بسند صحیح)

تیسری وجہ ترجیح پورے ذخیرہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے صرف انہی دو نمازوں کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے جن کی وجہ سے جمع صوری وعملی پر عمل ہو سکتا ہے اور وہ صرف ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں، باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر و ظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر و مغرب یا عشاء و فجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا مکروہ وقت ہے، ان تینوں صورتوں میں جمع صوری ممکن نہیں ہے۔

ان تین صورتوں میں جمع بین الصلوتین کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی نہیں ہے اور باجماع امت جائز بھی نہیں ہے، حالانکہ جمع حقیقی ان سب صورتوں میں ممکن ہے۔ اگر جمع حقیقی جائز ہوتی تو ان تمام صورتوں میں جمع کا عمل احادیث سے ثابت ہوتا اور وہ بالاتفاق جائز بھی ہوتا، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے اس تفصیل سے یہ حقیقت "الم نشرح"

ہوگئی کہ احادیثِ جمع بین الصلوٰتین کا محمل و مصداق صرف اور صرف جمع صوری و عملی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۴۸ جلد ۷ وما بعد، و فتح الملہم ص ۲۶۱ جلد ۲ و معارف السنن ص ۱۸۱ جلد ۴ و اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ص ۲۶۸ جلد ۱)

اذان کی عظمت و اہمیت

اذان دراصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے۔ حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت مسجد سے نشر کی جاتی ہے، بار بار اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور توحید و استحقاقِ عبادت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔	کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔	بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں
	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کا تکرار کے ساتھ اعلان ہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں گواہی
	دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
	کے رسول ہیں۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	کامیابی کی طرف آؤ،
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	کامیابی کی طرف آؤ،

کہ نماز حقیقت میں دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ ہے، اس میں دُنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کیطرف بھی متوجہ کیا گیا ہے، آخر میں مکرر اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور استحقاقِ عبادت کا اعلان ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۶۹) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ	اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ
اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ	(کافر) اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔ یہ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدہ ۵/۵۸)۔	اس وجہ سے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب و احترام لازم ہے۔

(۱۷۰) اور ارشادِ باری ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا	اے اہلِ ایمان جب جمعہ کے دن نماز کے
نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ	لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا	چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے
الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ	لیے بہتر ہے، اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعۃ ۶۲/۹)

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار بند کر دینا لازم ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مؤذن

وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدىٰ صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(بخاری ج ۱ ص ۸۶، مشکوٰۃ ص ۶۴)

کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جن اور انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دے گی۔

بلاشبہ مؤذن صاحبان کی یہ بڑی قابلِ رشک منقبت و فضیلت ہے کہ وہ تمام مخلوق جو اس کی اذان سنتی ہے، قیامت کے دن اس کی عظمت و رفعت کی گواہی دے گی۔

(۱۴۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، (۱) وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا، (۲) وہ شخص جس نے قوم کی امامت کی، اور وہ قوم اس سے راضی ہے اور (۳) وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے۔

(ترمذی باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح ج ۲ ص ۲۰، مشکوٰۃ ص ۶۵)

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ثواب کے لئے سات سال اذان دی اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی گئی۔

(ترمذی ص ۲۹ جلد اوّل، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۵)

(۱۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَہٗ مَدٰی صَوْتِہٖ وَیَشْہَدُ لَہٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّ یَابِسٍ۔ (مشکوٰۃ ص۶۵، ابوداؤد ص۸۳ ج۱ نسائی، ابن ماجہ مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ مؤذن کے لئے اس کی آواز کی انتہا تک مغفرت کی جاتی ہے، اور ہر تر و خشک چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے اذان کی یوں تعلیم دی۔

(۱۸۵) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ......

فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے کہا تو کہہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا رَاَیْتُ فَقَالَ اِنَّہَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْہِ مَا رَاَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا، آپ

أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ وَيَقُوْلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۶۹ باب کیف الاذان)

نے فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ ایک نے مجھے فرمایا) تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے (سنے) ہیں، وہ اذان دیں، کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں یہ آواز سنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، بے شک میں نے ویسے خواب دیکھا جیسے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو دکھلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمۃ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۷۶، جلد ۳، للنووی۔ نصب الرایہ ص ۲۵۹ جلد اول للامام زیلعی رحمہ اللہ، التلخیص الجبیر علی شرح المہذب ص ۱۶۱ جلد ۳، للحافظ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں، پھر ان کو زیادہ

بلند آواز سے دُو دُو مرتبہ کہا جائے، مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "التحقیق" میں لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ ھُوَ اَصْلُ التَّاذِیْنِ وَلَیْسَ فِیْہِ تَرْجِیْعٌ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ التَّرْجِیْعَ غَیْرُ مَسْنُوْنٍ۔ (نصب الرایہ صـ ۲۶۲ جلد ۱)

یعنی حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل بنیاد ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

(۱۷۶) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، بلکہ رئیس المؤذنین تھے، اِن کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔

(مغنی ابن قدامہ حنبلی صـ ۴۱۶ جلد اول، معارف السنن شرح الترمذی صـ ۱۸۵ ج ۲)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد صـ ۴۳ جلد ۴ پر مروی ہے، اس حدیث کے اخیر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ اَمَرَ بِالتَّاذِیْنِ فَکَانَ بِلَالٌ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یُؤَذِّنُ بِذٰلِکَ۔

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ انہی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

(۱۷۷) حضرت عبد اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔ (اوجز المسالک صفحہ ۱۸۶ جلد اول شرح مؤطا امام مالک رحمہ اللہ)

(۱۷۸) حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قبا کے مؤذن تھے آپ کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دار قطنی صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

(۱۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّمَا كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۳، نسائی ج۱ ص۱۰۳، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، دار قطنی، بیہقی، مسند ابوعوانہ، نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

اس حدیث کی سند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ کہ یہ سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۲۶۲ جلد اوّل)

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دال ہے۔

ف: ۸ھ میں غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے، محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ نو مسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہلِ مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لیے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ اُن کی خصوصیت تھی، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلال رض اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرام رض کو بھی ضرور اس کا امر کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(فتح الملہم ج۲ ص۵ شرح صحیح مسلم، معارف السنن ج۲ ص۱۸۲ شرح ترمذی)

صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ

حضرت ابُومحذورہ رضی اللہ عنہ کی مَرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا،

(۱۸۰) فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اگر صبح کی نماز ہو تو (اذان کے آخر میں) کہو، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۷۹ ج۱، باب کیف الاذان وصحیح ابن حبان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸۱) مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ (دارقطنی ص۲۴۳ ج۱، بیہقی، صحیح ابن خزیمہ)

یہ بات سُنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے بعد کہے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

محدث بیہقی رحہ نے اس کی سَند کو صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۶۴ جلد۱ الدرایہ ص۱۱۴ جلد اوّل) محدث ابن السکنؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ (التلخیص الجبیر ص۱۶۸ ج۳ علی الشرح المہذب)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۸۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ،
قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ
دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(مسلم ج۱ ص۱۶۷، مشکوٰۃ ص۶۵)

مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
(اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے:
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر مؤذن
کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو
جواب دینے والا کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر مؤذن کہے اَشْہَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو جواب دینے
والا کہے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
پھر مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو
جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر مؤذن کہے حَیَّ
عَلَی الْفَلَاحِ تو جواب دینے والا کہے:
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
پھر مؤذن کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ تو جواب دینے والا کہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر
پھر مؤذن کہے لَآ اِلٰـہَ
اِلَّا اللّٰہُ، تو جواب دینے والا کہے:
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ کہنا دل (اخلاص)
سے ہو تو جواب دینے والا جنت میں جائیگا

ف: اذان کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔
دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت اور دینِ حق کا منشور ہے۔ پہلی حیثیت سے اذان سننے

لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز کی تیاری کرے اور نماز باجماعت میں شریک ہو، دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اذان سُنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو کی اور اس آسمانی منشور کے ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے۔ اس طرح پوری اسلامی آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔ اس لئے اس جواب پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (معارف الحدیث ص۱۶۵ ج۳ مختصراً)

اذان کے بعد کی دُعا اور اس کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

(۱۸۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سُنتے وقت یہ دُعا کرے "اے اللہ! اس اعلانِ کامل اور نماز قائمہ والمہ کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، قیامت کے دن اس شخص کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گئی۔

(بخاری صـ۸۶ جلد اول، باب الدعاء عند النداء وسنن اربعہ)

بیہقی کی ایک روایت میں مذکورہ دُعا کے آخر میں "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(فتح الباری، شرح بخاری صـ۷۸ جلد ۲، فتح القدیر شرح الہدایہ صـ ۲۱۸ جلد اول)

اقامت کے سترہ کلمات

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۸۴) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَ کَلِمَۃً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رض کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

آگے اسی حدیث میں ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۸۰ جلد اول، باب کیف الاذان، ابن ماجہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید شافعیؒ اپنی کتاب "الامام" میں فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا السَّنَدُ عَلٰی شَرْطِ الصَّحِیْحِ۔ (نصب الرایہ ص۲۶۸ ج۱)

کہ یہ سند صحیح کی شرط پر ہے اور معتبر ہے۔

(۱۸۵) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔ وَالْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَۃَ کَلِمَۃً۔

(ترمذی ص۲ جلد اول، باب ماجآء فی الترجیع فی الاذان، نسائی، دارمی)

یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۔ (ترمذی ص۲۷ جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۴ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتہ سے اذان واقامت سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتائید فرمائی تھی، اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

فَاَذَّنَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی مَثْنٰی ۔ کہ اذان دو دو کلمے کہی اور اقامت دو دو کلمے کہی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱، سنن بیہقی ص۴۲۰ ج۱ باب ماروی فی تثنیۃ الاذان والاقامۃ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید الشافعیؒ "الامام" میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا رِجَالُ الصَّحِیْحِ ۔ کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف ومشہور کتاب المحلّٰی ص۱۵۵ ج۳ میں لکھتے ہیں:۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ فِیْ غَایَةِ الصِّحَّةِ ۔ کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۲۶۷ ج۱)

(۱۸۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ۔ الخ یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے، لیکن حیّ علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ کیا۔

(ابو داؤد ص۸۲ ج۱، باب کیف الاذان ومسند احمد)

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور

سند سے یوں مروی ہے۔

اِنَّہٗ رَاٰی الْاَذَانَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَۃَ مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ عَلِّمْھُنَّ بِلَالًا۔

عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سنے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

(الخلافیات للامام بیہقیؒ)

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص ۱۱۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں:۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

(۱۸۹) حضرت اسود تابعیؒ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّی الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَۃَ۔

حضرت بلالؓ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ص ۲۴۲ ج ۱، طحاوی ص ۸ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۶۷ طبع ملتان)

(۱۹۰) حضرت ابو جحیفہ رضہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُؤَذِّنُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۱، طبرانی بسند لین، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۱) حضرت عبد العزیزؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

یعنی حضرت ابو محذورہؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص۸۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۲) حضرت سُوَید رح فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ بِلَالًا یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔

یعنی حضرت بلالؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص۸۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۳) حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے۔

یُثَنِّی الْاِقَامَۃَ۔

حضرت سلمۃ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۱ بسند صحیح، آثار السنن ص۶۸)

(۱۹۴) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔

کَانَ ثَوْبَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔

حضرت ثوبانؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی صفحہ ۸۱ جلد اول بسند مرسل، آثار السنن ص۶۸)

ف : بعض صحیح احادیث میں افراد اقامت کا امر اور ذکر ہے۔ یعنی اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ (صحاح ستہ)

بعض محقق علماء نے مذکورہ بالا "تثنیہ اقامت" والی متواتر احادیث کی روشنی میں یہ توجیہ کی ہے کہ اقامت کا افراد بیان جواز پر محمول ہے، اور تثنیہ اقامت والی احادیث افضلیت واولویت پر محمول ہیں۔ خاص طور مسجد نبوی کے رئیس المؤذنین

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تاحیات تثنیہ اقامت پر عمل کرنا اس کی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔

(فتح الملہم ج۲ ص۴ شرح صحیح مسلم)

اقامت کا جواب

اذان کے جواب کی طرح اقامت کا جواب بھی مسنون ہے اور جواب میں اقامت کے کلمات دُہرانے چاہئیں لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہیئے۔

(۱۹۵) ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۵، مشکوٰۃ ص۶۶ باب فضل الاذان)

نوٹ: حضرت عمرؓ کی یہ حدیث نمبر ۱۸۲ پر گزر چکی ہے۔

حضرت بلالؓ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا (اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھیں) اور باقی اقامت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے کہا جیسے اذان کا جواب حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۶) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر پ۲۹)

اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طہارت کے بغیر نماز مقبول نہیں۔

ف: وضو، غسل، طہارت کا بیان قدرے تفصیل سے آغازِ کتاب میں درج ہے۔

نماز میں سترِ عورت فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۸) خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ۝ (الاعراف ۸/۳۱)

مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر مقبول نہیں۔

(ابوداؤد ص ۱/۱۰۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۷۳، مستدرکِ حاکم، صحیح ابنِ خزیمہ)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ص ۱/۲۲۴ شرح ہدایہ)

استقبالِ قبلہ فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۰) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (البقرہ ۲/۱۴۴)

پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی طرف کیجیے۔

(۲۰۱) وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۔ (البقرہ ۲/۱۴۴)

اور تم جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنا رُخ اسی (مسجدِ حرام) کی طرف کیا کرو۔

(۲۰۲) وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ ۲/۱۴۹)

اور آپ جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) نکلیں (نماز میں) اپنا رُخ مسجدِ حرام کی طرف رکھیں۔

قرآنِ مجید کے دوسرے پارے کے آغاز میں مسجد حرام اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم پانچ مرتبہ دھرایا گیا ہے۔ بار بار یہ تاکید اس لئے فرمائی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

نوٹ: ریل گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی نماز کی صحت کے لئے استقبال قبلہ فرض ہے، ترکِ فرض کی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی سفر میں بعض مسلمان بھائی لاعلمی سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں، اس لئے یہاں پر توجہ دلادی ہے۔

(۲۳) حضرت اَبُوہُرَیْرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو مکمل کر! پھر قبلہ کی طرف منہ کر پس تکبیر کہہ۔

(بخاری ص۹۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵، مسلم ص۱۷۰ جلد اول)

نماز کی نیّت فرض ہے

حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ص۲ جلد اول وبقیہ صحاح ستّہ، مشکوٰۃ ص۱۱)

نیّت دِل کے ارادہ کا نام ہے، دِل سے جان اور سوچ لے (مثلاً) ظُہر کے فرض پڑھتا ہوں، زبان سے نیّت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ ہاں قلبی نیّت کے استحضار کے لئے زبان سے نیّت کرنا مستحسن ہے۔

(فتح القدیر صـ ۲۳۲ جلد اول، فتاویٰ عالمگیری صـ ۶۵ جلد اول)

نماز میں قیام فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۵) وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ (البقرہ ۲۳۸/۲)

اور (نماز میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

(۲۰۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا۔

مجھے بواسیر کی شکایت تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق عرض کیا (کہ کیسے پڑھوں) آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(بخاری صـ ۱۵۰ جلد اول، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

نوٹ: ریل گاڑی، جہاز وغیرہ میں بھی فرض نماز میں قیام فرض ہے، بدوں مجبوری فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ ہاں نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔

تکبیر تحریمہ فرض ہے

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۲۰۷) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ المدثر ۳/۷۴

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

(۲۰۸) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلیٰ ۸۷/۱۵)

اور اپنے رب کا نام لیا، پس نماز پڑھی۔

(۲۰۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ۔ ہے کہ نماز کی تحریمہ تکبیر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی ص ۳ جلد اول، دارمی)۔

نماز کا طریقہ

نمازی رُو بقبلہ ہو کر نماز کی نیت کر کے تکبیرِ تحریمہ کہے۔

(۲۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے تھے۔

(مسلم ص ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۱۱) حضرت ابو حُمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قبلہ کی طرف رُخ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ ص ۵۸ سند حسن، آثار السنن ص ۸۱)

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائیے

اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

(۲۱۲) حضرت مالک بن الحُویرث رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

(مسلم ص ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۱۳) حضرت مالک بن الحُویرث رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ۔ — یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر کرتے۔

(مسلم صـ ۱۶۸ جلد اول و مشکوٰۃ صـ ۷۵)

(۲۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول، مسلم صـ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صـ ۷۵)

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اُوپر والے حصوں کے برابر ہوں۔" (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

عُلمائے احناف ؒ نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا ہے۔ علامہ قاری ؒ فرماتے ہیں۔

ھُوَ جَمْعٌ حَسَنٌ۔ — کہ یہ اچھی تطبیق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۴ جلد ۲، بذل المجہود صـ ۲ شرح ابوداؤد)

عورت سینے کے برابر ہاتھ اُٹھائے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حَذْوَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْہَا حِذَاءَ ثَدْیَیْہَا۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر کیجئے اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر کرے۔

(طبرانی، کنز العمال صفحہ ۱۷۵ جلد ۳)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهٖ۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ پکڑتے

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۶) وقال الترمذی حدیث حسنٌ۔

(۲۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔

لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۲، باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ، موطا امام مالک ص۵۵)

(۲۲۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

(نسائی ج۱ ص۱۴۱، ابوداؤد، مسند احمد)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی اور پہنچے اور بازو پر رکھا۔

ف: بعض ضعیف اور موقوف روایات میں ارسالِ یدین (ہاتھ چھوڑنے) کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا صحیح مرفوع احادیث کے مقابلہ میں وہ حجت نہیں ہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

(۲۲۲) قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ جلد۱)

حضرت وائل بن حجر رضہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ، اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۰)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ محدث قاسم بن قطلوبغا

تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ
کہ یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابوالطیب المدنی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ
کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد السندھی المدنی رح طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔
کہ اس حدیث کے راوی ثقہ، قابل اعتماد ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ (بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۲۳ ج۲، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۲۱۳ جلد اول، آثار السنن ص۹)۔

اس کی تائید و استشہاد کے درجہ میں درج ذیل روایات و آثار بھی ہیں۔

(۲۴۳) خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔
ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔

(مسند امام احمد ص۱۱۰ ج۱، مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۱ ج۱، دارقطنی ص۲۸۶ ج۲، سنن بیہقی ص۳۱ ج۲)

(۲۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔
نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔

(ابوداؤد بروایۃ الاعرابی)

علامہ علاؤالدین الماردینی ابن الترکمانی رح نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ جلد۲ طبع مصر)

(۲۲۵) حضرت ابو مجلزؒ تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ بَاطِنَ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ۔

نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۳۹۱ جلد اول)

اس کی سند جید ہے۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص ۳۱ ج ۲، حافظ ابو بکر مالکیؒ نے بھی التمہید میں ابو مجلزؒ کا مذکورہ مسلک نقل کیا ہے۔ (الجوہر النقی ص ۳۱ جلد ۲)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف ابن شیبۃ ص ۳۹۰ ج ۱)

نمازی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن ص ۹۱)

(۲۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

تین باتیں اخلاقِ نبوت سے ہیں۔ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا سحری کھانے میں تاخیر کرنا، نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(محلی ابن حزم تعلیقاً، الجوہر النقی ص ۳۲ جلد ۲ علی البیہقی)

ف [۱]: بعض روایات میں ناف یا سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔ لیکن محدثین کرام کے ہاں وہ سب روایات متکلم فیہ ہیں اور ضعیف ہیں۔ (آثار السنن ص ۸۴-۸۸)

[۲]: اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ عورت نماز میں اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاتفقوا علیٰ ان السنۃ لهن وضع الیدین علی الصدر لانه استر لها۔

(السعایہ شرح شرح وقایہ ص ۱۵۶ جلد دوم)

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعثِ ستر و پردہ پوشی ہے۔

شیخ حلبیؒ المتوفی ۹۵۶ھ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

(کبیری صفحہ ۳۰۱)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۲۸) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ (طور ۵۲/۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے ربّ کی تسبیح و تحمید کیجیے۔

ضحاک تابعیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز کے قیام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھا جائے۔

(سُنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبۃ، ابن جریر، ابن المنذر، السعایۃ ۱۶۱ جلد ۲، تفسیر درمنثور صفحہ ۱۲۰ جلد ۶)۔

(۲۲۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تکبیر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ابوداؤد ص ۱۱۹ ج ۱، ترمذی ص ۳۳ ج ۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۰۸، مسند احمد)

اس حدیث کی سند قوی ہے، محدث الہیثمی الزوائد صفحہ ۲۶۵ جلد ۲ پر لکھتے ہیں،

رِجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ — مسند احمد کے راوی ثقہ اور معتمد ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (نصب الرایۃ مع الحاشیۃ ص۳۲۱ ج۲)

محدث طیبی شافعی فرماتے ہیں: اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۵ ج۲)

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(دار قطنی و طبرانی)

اس کی سند قوی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اے اللہ! میں آپکی تسبیح و تحمید کہتا ہوں آپ کا نام بابرکت ہے اور آپکی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔

(مغنی ابن قدامہ حنبلی ص۵۱۸ ج۱، دار قطنی ص۱۱۳ ج۱، نصب الرایہ ص ۳۲۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ترمذی ص۳۳ ج۱، ابوداؤد ص۱۲۰ ج۱، ابن ماجہ)۔

ابوداؤد کی سند حسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۸ ج۲، طیبی)۔

(۲۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔ (طبرانی، نصب الرایہ صـ ۳۲۲ جلد ۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

اس مضمون کی مَرفُوع حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (بیہقی)

(۲۳۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے، بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کی غرض سے یہ دُعا اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَجْھَرُ بِھٰٓؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

(مسلم صـ۱۷۲ جلد اوّل منقطعًا باب حجۃ من قال لایجہر بالبسملۃ، دارقطنی صـ۲۹۹ ج۱، طحاوی) اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صـ۹۳)۔

(۲۳۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے۔ ابُو وائل کہتے ہیں۔

کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ یُسْمِعُنَا ذٰلِکَ۔ (دارقطنی صـ۳۰۲ جلد اوّل)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہمیں سُنا کر یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صد ۹۳)

(۲۳۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(السعایہ صد ۱۹۰ جلد ۲، سنن سعید بن منصور، المنتقی لابن تیمیہ)

(۲۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(ابن المنذر، المنتقی لابن تیمیہ، البیہقی کذا فی السعایہ صد ۱۹۰ جلد دوم)

ف: بعض صحیح احادیث میں کچھ اور دعائیں بھی مروی ہیں، جیسے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ اھ

لیکن خلفائے راشدین رض کا عمل بالخصوص لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض کا صحابہ کرام رض کے سامنے اسے جہر سے پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر عمل یا آخری عمل سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دعا راجح اور افضل ہے۔ (المنتقی لابن تیمیہ، فتح القدیر لابن الہمام ص ۲۵۲ ج ۱)

تعوذ امام اور منفرد نے قرأت پڑھنی ہے، اس لئے وہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھیں۔

(۲۳۷) ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (النحل ۱۶/۹۸)

پس جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں۔

(۲۳۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ...... ثُمَّ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے .... پھر اعوذ باللہ السمیع

السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ | الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔

(ابوداؤد صہ ۱۲۰ ج ۱، ترمذی، مشکوٰۃ صہ ۱۰۸، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی)

مسند احمد میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہے۔ (السعایہ صہ ۱۹۶ ج ۲)

(۳۳۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ...... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

(ابن ماجہ صہ ۵۹ باب الاستعاذہ فی الصلوٰۃ، مشکوٰۃ صہ ۷۸)

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے پڑھا ...... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ف: تعوذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں، سب درست ہیں۔

تسمیہ

حضرت نعیم فرماتے ہیں:

(۳۴۰) صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(نسائی صہ ۱۴۴ ج ۱ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت نعیم تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرۃ رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم سب سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیہقی، دارقطنی اور طحاوی میں بھی ہے۔ محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ ۔ — بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص ۳۲۴ جلد ۱)

(۲۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ صَلٰوتِہٖ۔ (دارقطنی ص ۳۰۲ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ اِسْنَادُہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ۔

ف: تسمیہ بالاخفاء کی حدیثیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے وہ بھی قراءت تسمیہ کی دلیل ہیں۔

تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍؓ وَعُمَرَ رضؓ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ فاتحہ) سے نماز شروع فرماتے تھے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۰۳، مشکوٰۃ ص ۷۹، باب مایقرأ بعد التکبیر)

ف: تعوذ و تسمیہ کا نماز میں پڑھنا تو اوپر احادیث سے ثابت ہوچکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعوذ و تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ یہ آہستہ پڑھتے تھے۔ البتہ جہری نماز میں فاتحہ جہر سے پڑھتے تھے۔

(۲۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ — حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْھُمْ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(بخاری ج۱ ص۱۰۳، مسلم ج۱ ص۱۷۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی تھی جیسا کہ احادیث ذیل سے واضح ہے۔

(۲۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَلَا فِیْ اٰخِرِھَا۔

(مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں۔

(۲۴۵) حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مرفوع حدیث نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

فَکَانُوْا لَا یَجْھَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۴۶) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے نسائی ص۱۴۴ جلد اول، ابن حبان اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے۔

فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سُنا۔

(۲۴۷) یہی حدیث طبرانی اور حلیہ ابونُعیم میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

وَكَانُوا يُسِرُّوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔

ان تمام حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (نصب الرایہ ص ۳۲۶/ج۱، ۳۲۹/ج۱)

(۲۴۸) حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ ...... قَالَ وَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَكْرٍؓ وَمَعَ عُمَرَؓ وَمَعَ عُثْمَانَؓ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا۔

حضرت عبداللہ بن مُغَفَّلؓ فرماتے ہیں میرے والد صاحب نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے سُنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچو..... اور فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سُنا۔ (یعنی جہر سے پڑھتے نہیں سُنا)

(ترمذی ص ۳۳/ج۱ باب الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نسائی ص ۱۴۴/ج۱ باب ترک الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابن ماجہ ص ۵۹، طحاوی ص ۱۱۹ جلد اول)

یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی ج۱ ص۳۳، نصب الرایہ ص۳۳۲ جلد اول)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَبُوْبَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ وَعُثْمَانُؓ وَعَلِیٌّؓ وَغَیْرُھُمْ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَایَرَوْنَ اَنْ یَّجْھَرَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالُوْا وَیَقُوْلُھَا فِیْ نَفْسِہٖ۔

یہ حدیث حسن ہے۔ صحابہؓ وتابعینؒ میں سے اکثر اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔ ان میں سے خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر حضرات بھی ہیں، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، امام احمدؒ، اسحٰق بن راہویہؒ بھی اسی کے قائل ہیں، یہ سب حضرات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نمازی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اپنے دل میں کہے، یعنی آہستہ کہے۔

(۲۴۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃَ بِاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرارت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔

(مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، بیہقی، مشکوٰۃ ص۷۵)

(۲۵۰) (۲۵۱) حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عُمَرُؓ وَعَلِیٌّؓ لَایَجْھَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔ (طحاوی ص۱۲۰ جلد اول)

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔

(۲۵۲) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ یُخْفِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْاِسْتِعَاذَۃَ وَ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۳۶ ج۲، زجاجۃ المصابیح ص۲۵۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

ف : بعض احادیث میں نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱ مذکورہ بالا صحیح احادیث سے منسوخ ہیں۔

۲ سند کے لحاظ سے اخفا والی حدیثیں راجح ہیں۔

۳ بعض اوقات لوگوں کو بتلانے کے لئے کہ اس مقام پر یا اس وقت یہ چیز پڑھی جا رہی ہے۔ اخفاء والے اُمور میں قدرے جہر کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابُو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آیت ہمیں سُنانے کے لئے جہر سے پڑھتے تھے۔

وَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا۔

(بخاری ص۱۰۱ ج۱ باب اذا اسمع الامام الآیۃ، مسلم ص۱۸۵ ج۱، باب القرأت فی الظہر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلِ بصرہ کی تعلیم و اطلاع کے لیے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ الخ کا جہر ثابت ہے۔ (مسلم ص۱۷۲ جلد اول باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ)

اسی طرح مذکورہ بالا صحیح حدیث اور خلفائے راشدینؓ کے مسلسل عمل کے قرینہ سے تسمیہ کا جہر بھی کبھی کبھار لوگوں کی تعلیم و اطلاع کے لئے تھا۔

(الناسخ والمنسوخ ص۵۶ للعلّامۃ الحازمی، نصب الرایہ ص۳۶۱ جلد اول، معارف السنن شرح ترمذی ص۳۶۸ جلد دوم)

ف : اپنے دَور کے بے بدل محدث جمال الدین زیلعیؒ نے چالیس ۴۰ صفحات پر بسم اللہ کے مسئلہ کی نہایت مفصل، مدلل، محقق بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(نصب الرایہ ج۱ ص۳۲۳ الی ص۳۶۳ ج۱)۔

امام جب نماز میں فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ سورت بھی ملائے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۵۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

بخاری ص ۱۰۵ ج۱ باب القراءۃ فی الظہر، مسلم ص۱۸۵ ج۱، مشکوۃ ص۷۹)

منفرد فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ اور قراءت بھی کرے

(۲۵۴) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ۔

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہووے اور قبلہ کی طرف رخ کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تو قرآن پڑھے۔

(ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱ باب من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

یہ حدیث مسند احمد صفحہ ۳۴۰ جلد۴ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ۔ (نصب الرایہ ص۳۶۴ ج۱)

جب تو قبلہ رخ ہووے تو تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر تو جو چاہے قرآن پڑھ۔

مقتدی امام کی قرأۃ کے وقت خاموش رہے
امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

(۲۵۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف پ ۹ ع ۲)

اور جب قرآن مجید پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، کہ یہ آیت خطبہ و وعظ میں نازل ہوئی یا مطلق قرارت کے سلسلے میں اُتری یا نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّهَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ۔ (کتاب القراءۃ صـ ۳ ۷ امام بیہقیؒ)

یہ مذکورہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

درج ذیل صحابہؓ و تابعین سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ (تفسیر ابنِ جریر صـ ۱۰۳ جلد ۹) حضرت ابوہریرہؓ (دارقطنی) حضرت عبداللہ بن مُغَفَّلؓ (تفسیر ابن مردویہ) حضرت مجاہدؒ (بیہقی) حضرت ضحاکؒ، حضرت نخعیؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت سُدّیؒ، حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ (تفسیر ابن کثیر صـ ۲۸۱ جلد ۲)

علامہ ابنِ تیمیہ حنبلیؒ نے اپنے فتاوے صـ ۱۴۳ جلد ۱ میں اور علامہ ابن قُدامہ حنبلیؒ نے المُغنی صـ ۶۰۵ جلد ۱ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّهَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نصب الرایہ صـ ۱۴ جلد ۲ مع الحاشیہ)

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی۔

جمہور مفسرین نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رُوح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابو السعود، تفسیر خازن وغیرہ میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے کہ آیت کا شانِ نزول نماز ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز میں امام صاحب بالاجماع قرارت کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اس نصِ قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام صاحب قراءت کرے، تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے۔ اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں، اور علماء اصول کے قول کے مطابق مطلق امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نماز میں امام صاحب کا فریضہ قراءت کرنا اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ...... | کہ تم میں سے ایک تمہارا امام بنے، جب وُہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو......

وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔ | ...... اور جب وُہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم ص ۱۷۴ جلد اول، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

امام مسلم اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور مشائخ وقت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ۔ | کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) صرف وہی حدیث درج کی ہے جس پر مشائخ کا اجماع ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۱۷۴ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

درجِ ذیل محدثین وفقہاء بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ (مسند احمد ص۳۸۶ ج۲، تنوع العبادات ص۸۶ لابن تیمیہ) امام نسائی رح (بحوالہ فتح الملہم ص۲۲ ج۲ وحاشیہ نصب الرایہ ص۱۵ جلد۲) مفسر ابن جریرؒ (تفسیر ابن جریرؒ ص۱۱۰ جلد۹) علامہ ابن حزم ظاہری (محلی ص۲۱۰ جلد۳) محدث منذریؒ (بحوالہ عون المعبود ص۲۴۵ جلد اول) مفسر ابن کثیر شافعیؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۰ جلد۲) امام بخاریؒ کے استاذ امام اسحق بن راہویہؒ (بحوالہ تنوع العبادات ابن تیمیہ) حافظ ابن حجر شافعیؒ (فتح الباری ص۲۰۱ ج۲ شرح بخاری) علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (مغنی ص۶۰۵ جلد اول) علامہ ابن عبد البر مالکیؒ (بحوالہ نفحۃ العنبر ص۹۷) علامہ ابن تیمیہ حنبلی (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۲۱۲ جلد۲ وتنوع العبادات ص۸۶) علامہ عینی حنفیؒ (عمدۃ القاری ص۵۶ جلد۳ شرح بخاری) اہلحدیث کے راہنما علامہ نواب صدیق حسن خانؒ (بحوالہ عون المعبود ص۲۲۳ جلد اشرح ابوداؤد) اس حدیث کی صحت کے مزید حوالوں کے لئے فتح الملہم شرح مسلم جلد۲ ص۲۲، معارف السنن شرح ترمذی ص۲۳۹ ج۳ نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۵ جلد۲، فصل الخطاب علامہ انور شاہ کشمیریؒ ص۲، احسن الکلام ص۱۲۳ جلد اول محقق العصر علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۵۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔

(نسائی ص۱۰۷ ج۱، ابن ماجہ، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبۃ، مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں۔

هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ۔ (مسلم ص۱۷۴ جلد اول)

اہل حدیث کے راہ نما شیخ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا ثَبَتَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ۔ (دلیل الطالب ص۲۹۹)

یہ حدیث اہل سنن کے نزدیک ثابت ہے اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دراصل مذکورہ بالا صحیح حدیثیں قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی تفسیر و شرح ہیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے امام نسائیؒ نے "تاویل قولہٖ عزوجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" کا عنوان اور باب قائم کر کے حضرت ابوہریرہ رض کی محررہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔ (سنن نسائی ص۱۴۶ ج۱)

(۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقیؒ ص ۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (احسن الکلام ص ۱۳۴ جلد اول)

ان مرفوع صحیح صریح احادیث سے واضح ہوا کہ نماز با جماعت میں قراءت صرف امام صاحب کا وظیفہ و فریضہ ہے مقتدیوں کا وظیفہ اور فریضہ سکوت و خاموشی ہے۔ پھر آیت و احادیث میں امر کا صیغہ ہے، (وَاَنْصِتُوْا) علماء اصول کی تصریح کے مطابق مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا جب امام صاحب قرآن پڑھے تو مقتدی پر لازم و واجب ہے کہ وہ خاموش رہے۔

(۲۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت اس

الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ ۔ — شخص کی قراءت ہے۔

یہ حدیث تقریباً چالیس سندوں سے مروی ہے ۔ اس کی اکثر سندیں معلول ہیں۔ بعض سندیں صحیح ، قوی اور معتبر ہیں۔

پہلی قوی سند امام بخاریؒ کے استاذ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو اپنی سند سے روایت کیا ہے (مسند امام احمد صفحہ ۳۳۹ جلد ۳) اس سند کے متعلق حافظ شمس الدین ابن قدامہؒ حنبلیؒ لکھتے ہیں۔

هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ مُتَّصِلٌ — یہ سند صحیح متصل ہے اور اس کے تمام

رِجَالُهٗ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ ۔ — راوی ثقہ اور لائق اعتماد ہیں ۔

(شرح مقنع للکبیر برحاشیہ المغنی صـ۱۱ جلد ۲ طبع بیروت)

دوسری قوی سند امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاذ محدث ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے اس کو مصنف ابن ابی شیبہؒ صـ ۳۷۰ جلد ۱ میں روایت کیا ہے اس سند کے متعلق علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی صـ ۱۵۹ جلد ۲ علی البیہقی پر لکھتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ صَحِیْحٌ — یہ سند صحیح ہے۔

تیسری قوی سند امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاد محدث احمد بن منیعؒ اپنی سند سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ (مسند احمد بن منیع)

محقق ابن الہمامؒ اس سند کے تمام راویوں کی توثیق نقل کر کے لکھتے ہیں۔

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ ۔ — یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ صـ ۲۹۵ جلد ۱)

چوتھی قوی سند امام مسلمؒ کے استاذ عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے جس کے بارے میں مفسر محمود آلوسی بغدادیؒ

لکھتے ہیں :-

عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ - { تفسیر روح المعانی ج پ ۹ ص ۱۵۱ } یہ سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔

پانچویں قوی سند

امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا ص ۹۸ میں یہ حدیث صحیح سند سے روایت کی ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۹۵ ج۱)

نیز یہ حدیث قوی سند سے کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ، کتاب القرأت للبیہقی، طحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔

بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے، مقتدی کو الگ قرأت کرنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس حدیث میں ایک مسلّمہ اصول وضابطہ کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے جس نے اسے نمائندہ قرار دیا ہے۔ تمام دنیا کے عقلاء اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں، دنیا بھر کے سفارتی، عدالتی اور تجارتی نظام اسی پر چل رہے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی اسی اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت میں قرآن مجید پڑھاتے اور پہنچاتے ہیں۔ پورا قرآن مجید تقریباً تیئس سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں پڑھا اور پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نمائندہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس ساری قرأت کو اپنی قرأت قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ (القیامۃ ۱۸/۷۵) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے

مطابق امام صاحب کی حقیقی قرارت مقتدی کی حکمی قرارت ہے اور اس کے لئے کافی ہے، اُسے خود قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت حضرت ابوبکرؓ مکبّر بنے۔ آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔

وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ اَبُوْبَكْرٍؓ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قراۃ شروع کی، جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

(ابن ماجہ صہ ۸۸)

مسند احمد صفحہ ۲۰۹ جلد اوّل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَرَأَ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِىْ بَلَغَ اَبُوْبَكْرٍ مِنَ السُّوْرَةِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے اس حصے سے قرارت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

مسند احمد و ابنِ ماجہ کی سندیں قوی ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جزء ۵ صہ ۲۶۹ باب الوصایا)

اس قوی حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت قرارت فاتحہ کے بغیر ادا ہوئی۔ ذخیرۂ احادیث میں اس رکعت کے اعادہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اس آخری عمل سے معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز قرارتِ فاتحہ کے بغیر صحیح ہے۔ امام بخاریؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری جزء ۱ صہ ۹۶)

یعنی آنحضرتؐ کا جو آخری عمل ہوتا ہے اُسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

آگے اس سلسلہ میں چند موقوف آثار ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۲٦۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

(ترمذی ج۱ باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام، مؤطا امام مالکؒ ص۶۸)۔

جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ (یعنی امام کے پیچھے نماز بدوں فاتحہ درست ہے)۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی ص۴۲ جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ کا حکم امام و منفرد کے لئے ہے مقتدی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی نماز فاتحہ کے بغیر درست ہے۔

(۲٦۲) (۲٦۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سُنّت میں بہت ہی مشہور ہیں، آپ کا قول و عمل صحیح سند سے یوں مروی ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَأْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت اسکے لیے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قرارت پڑھے اور خود حضرت ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

(مؤطا امام مالک ص ٦۹، دارقطنی ص ۱۵۲ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۲ ۱۲)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل دو حدیثوں پر مشتمل ہے۔

(۲٦۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی کا ارشاد ہے۔

لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ۔ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کسی قسم کی قراءت نہیں ہے۔
(مسلم ص۲۱۵ ج۱ باب سجود التلاوۃ، نسائی ص۱۱۱ جلد اول)

اس صحیح حدیث میں ہر قسم کی نماز جہری ہو یا سری مقتدی کے لئے قراءت کی نفی ہے جو فاتحہ اور سورت سب کو شامل ہے۔

(۲۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۲۶۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوٰتِ۔ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے۔

(طحاوی ص۱۲۹ جلد اول، مصنف ابن شیبۃ ص۳۷۶ جلد اول نحوہ)

اسکی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرارت خلف الامام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سَيَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ۔ امام کی قرارت تیرے لیے ضرور کافی رہے گی۔
(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ ج۱، ومسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ۔ اس کے راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۱۱۱ جلد دوم)

یہ حدیث صحیح سند سے موطا امام محمد ص۹۶، طحاوی ص۱۲۹ جلد اول میں بھی مروی ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ۔ امام میرے آگے ہو تو کیا میں اس کے پیچھے

یدی قال لا۔ (طحاوی صـ۱۲۹ ج۱) قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا! نہیں،

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صـ۱۱۶)

(۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) حضرت موسیٰ بن عقبہؒ تابعی فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم کَانُوْا یَنْھَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَعَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق صـ۱۳۹ ج۲ مرسل قوی بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری صـ۱۳ ج۹۶ باب وجوب القراءۃ للامام ام)

(۲۷۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَرَأَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ۔

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

(مسند عبدالرزاق صـ۱۳۸ ج۲ مرسل قوی، مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۷۶ ج۱ دارقطنی، طحاوی، عمدۃ القاری صـ۱۳ ج۹۶)

(۲۷۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْہِ حَجَرٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

(مسند عبدالرزاق صـ۱۳۸ ج۲، موطا امام محمد صـ۹۸، عمدۃ القاری صـ۱۳ ج۹۶)

(۲۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَیْتَ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْہُ تُرَابًا۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

(مسند عبدالرزاق صـ۱۳۸ جلد ۲، طحاوی، عمدۃ القاری صـ۱۳ ج۹۶)

(۲۷۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

(موطا امام محمد صـ۹۸، جزء القراءۃ صـ۱۱ للامام بخاریؒ، عمدۃ القاری صـ۱۳ ج۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۷۶ ج۱)

علامہ عبدالحی لکھنویؒ السعایہ صـ ۲۹۹ جلد ۲ اور التعلیق الممجد صـ ۱۰۲ پر فرماتے ہیں۔

"مذکورہ آثار سے مقصود تہدید ہے۔ یعنی ڈرانا دھمکانا"

جیسا کہ متعدد صحیح حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو آگ میں جلا دینے کی دھمکی دی۔

فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ۔ میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(بخاری صـ ۸۹ جلد ۱، مسلم صـ ۲۳۲ ج ۱، مشکوٰۃ باب الجماعت) صـ ۹۵/۱ج

اسی طرح مذکورہ بالا آثار میں صحابہ کرامؓ نے بھی قرارت خلف الامام سے ممانعت کے سلسلہ میں شدید عنوان اختیار فرمایا ہے، حقیقت مقصود نہیں، بلکہ محض ڈرانا دھمکانا اور ناگواری کا اظہار مقصود ہے۔

ف: حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث ہے۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ۔ (صحاح ستہ) کہ اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

بظاہر اس قسم کی عام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱: بے شک یہ حدیث عام ہے۔ لیکن دلائل و قرائن کی بنا پر عام کی تخصیص کا قانون سب کے ہاں مسلّم ہے۔ قرآن و حدیث میں تخصیص عام کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ (الملک ۶۷/۲) کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جس کی حکومت آسمان میں بھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں مَنْ کا لفظ عام ہے لیکن اس سے مراد صرف ذات باری ہے،

ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ — تم سے پہلے لوگ محض اسلئے ہلاک ہوئے کہ اہ

(بخاری صـ۱۰۰۳ ج۲)

اس حدیث میں مَنْ کا لفظ عام ہے، اور مراد خاص ہے، یعنی گنہگار لوگ۔

اسی طرح " لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ " اگرچہ عام ہے، مگر مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور صحیح احادیث وآثار کے قرینہ سے اس عام میں تخصیص ہے۔ اس سے مراد منفرد اور امام ہیں، مقتدی اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی شرح میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ۔ (ترمذی صـ۷۱ ج۱، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا مقصد یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تب فاتحہ ضروری ہے۔ یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں۔

امام ابوداؤدؒ نے سُفْیَان بن عُیَیْنَہؒ سے یہی تشریح نقل کی ہے۔

قَالَ سُفْیَانُ لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَحْدَهٗ۔ (ابوداؤد صـ۱۲۶ ج۱ باب من ترک القراءۃ فی الصلوٰۃ)

کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔ مقتدی کو شامل نہیں۔

جواب ۲ اور اگر حدیث لَاصَلٰوۃَ کو عام رکھا جائے اور کہا جائے کہ یہ مقتدی کو بھی شامل ہے تو پھر آیتِ کریمہ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ اھ اور حدیث مرفوع مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی دلالت سے قراءت کو عام تسلیم کرنا ہوگا، کہ قراءت حقیقی ہو یا حکمی، مقتدی کے لئے آیت وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ

اور صحیح حدیث وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا کی وجہ سے قراءت حقیقی تو ممنوع ہے۔ لیکن صحیح حدیث مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ کی بنا پر قرارت حکمی اس کے لئے کافی وافی ہے۔ ؎

فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے،

(۲۷۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔

(بخاری صہ ۱۰۸ جلد اول و باقی صحاح ستہ مشکوٰۃ صہ ۷۹)

آمین آہستہ کہنا چاہیئے

حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۲۷۸) اٰمِیْنُ دُعَاءٌ ۔

آمین دعا ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۷ جلد اول)۔

اور دعا کا اصول و قاعدہ اخفاء ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷۹) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔ (الاعراف ۵۵/۷)

عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اپنے رب سے دعا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد رحمانی ہے۔

(۲۸۰) إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۔ (مریم ۳/۱۹)

جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

؎ حاصل یہ ہے کہ قرأت دو قسم کی ہے، حقیقی اور حکمی، حقیقی قرارت تو مقتدی کے لئے منع ہے اور حکمی قرارت اس کی طرف سے حاصل ہے، جو کافی وافی ہے۔ ۱۲ ف

مشہور مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود آمین آہستہ کہنے کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق و ہمنوا ہیں۔ اور اس موافقت کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید سے حنفیہ کا استدلال بہت قوی اور صحیح ہے۔

قَالَ ابُوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اخفاء التامین افضل وقال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اعلانہ افضل واحتج ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علیٰ صحۃ قولہ قال فی قولہ امین وجھان احدھما انہ دعاء والثانی انہ من اسماء اللہ تعالیٰ فان کان دُعاءً وجب اخفاءُہ لِقولِہٖ تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وان کان اسمًا من اسماء اللہ تعالیٰ وجب اخفاءُہ لقولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیۃ ونحن بھذا القول نقول۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۱ ، طبع مصر)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا اظہار کرنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے اپنے قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ وہ دُعا ہے اور دوسری یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دُعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہو تب بھی اس کا اخفا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ذکر اپنے رب کا اپنے دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے، سو اگر وجوب ثابت نہ ہو تو استحباب سے کیا کم ہوگا اور ہم بھی اسی قول کے قائل ہیں۔

(۲۸۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

فَرَفَعُوْا اصوَاتَھُمْ بِالتَّکْبِیْرِ (کہ غزوہ خیبر سے واپسی پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ الخ

نے بلند آواز سے تکبیر کہی، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، تم بہری اور غائب ہستی کو تو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم تو اس ہستی کو پکار رہے ہو، جو قریب ہے سننے والی ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ (لہٰذا تمہاری پکار و دعا آہستہ ہونی چاہیے)

یہ حدیث بخاری شریف کے متعدد ابواب میں مروی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الجہاد صـ ۶۰۵ جلد ۳، کتاب الدعوات، کتاب القدر، کتاب التوحید اور مسلم صـ ۳۴۶ جلد ۲ کتاب الذکر، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔

(۲۸۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔

(مسند احمد صـ ۱۷۲ ج ۱، و صـ ۱۸۰ ج ۱، و ابن حبان و البیہقی فی شعب الایمان)۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (الجامع الصغیر صـ ۸ ج ۲)

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (السراج المنیر صـ ۲۶۲ ج ۲، طبع مصر)

ایک حدیث میں ہے۔

خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ۔

کہ سب سے بہتر دعا آہستہ دعا ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح الملہم صـ ۵۲ جلد ۲ شرح مسلم)۔

قرآن و حدیث کی ان ہدایات کی روشنی میں دعا کا اصول و ادب اخفاء ہے۔

البتہ جہاں پر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دُعا کے جہر کی تعیین کر دی جائے تو وہاں پر جہر ہی مطلوب ہوگا۔

(۲۸۳) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ۔

حضرت وائل بن حجر رضہ فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا تو فرمایا آمین اور اس میں اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابوداؤد طیالسی، دارقطنی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابو یعلیٰ، طبرانی، کتاب القرات للحاکم)

محدث حاکمؒ فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الاسناد (نصب الرایہ ص ۳۶۹ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۰ جلد ۶)

(۲۸۴) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّهٗ حَفِظَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

حضرت سمرہ بن جندبؓ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ہیں۔ ایک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرماتے دوسرا جب آپؐ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی قرات سے فارغ ہوتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۰ جلد اول باب السکتۃ عند الافتتاح، ابن ماجہ، مسند دارمی نحوہ، مشکوٰۃ ص۷۷)

اس کی سند قوی ہے۔ علامہ قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲۸۰/۲۶۰ پر لکھتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ

ابن حجرؒ فرماتے ہیں اسکی سند حسن

وسندہ حسنٌ بل صحیحٌ۔ — بلکہ صحیح ہے۔

اس قوی مرفوع حدیث میں دو سکتوں کا ذکر ہے۔ پہلا سکتہ ثناء و دعا کے لئے تھا اور دوسرا سکتہ آمین کے لئے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۸ جلد ۲)

(۲۸۵) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور آمین میں جہر نہیں کرتے تھے۔

(تہذیب الآثار لابن جریرؒ، شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۱۵۰ جلد ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۵۲ جلد ۲)

(۲۸۶) خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْن وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

امام صاحب کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور آمین اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال صفحہ ۲۰۹ جلد ۴، محلّی ابن حزم، فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۵۲ جلد ۲، معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۴۱۳ جلد ۲)

(۲۸۷) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ (بلکہ آہستہ کہتے تھے)۔

(مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۸ جلد ۲، طبرانی کبیر، معارف السنن صفحہ ۴۱۳ جلد ۲)

(۲۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

یُخْفِی الْاِمَامُ ثَلَاثًا اَلتَّعَوُّذُ

امام صاحب کو تین چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔

وَبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ۱ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ ۲ بِسْمِ اللّٰہِ الخ ۳ آمین

وَاٰمِیْنَ ۔ (محلی ابن حزم، تعلیقاً۔ فتح الملہم شرح مسلم صہ ۵۲ جلد ۲)۔

(۲۸۹) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْھِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَسُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَاٰمِیْنَ ۔

امام نماز میں چار چیزیں آہستہ کہتا ہے اعوذ باللہ الخ اور بسم اللہ الخ اور سبحانک اللھم الخ اور آمین۔

(کتاب الآثار امام محمدؒ صہ ۱۶، مسند عبدالرزاق جہ ۲ صہ ۸۷ بسند صحیح، نصب الرایہ، صہ ۳۲۵ جلد اول،

عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۵۲ جلد ۶ ، مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۴۱۱ جلد اول)

مفسر طبریؒ فرماتے ہیں۔ آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں ثابت ہیں، لیکن آمین بالاخفاء راجح ہے، وجہ ترجیح یہ ہے۔

اِذْ کَانَ اَکْثَرُ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

کیونکہ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اسی اخفاء پر عمل پیرا تھے۔

(الجوہر النقی علی البیہقی صہ ۵ جلد دوم)۔

ف : بعض احادیث میں آمین بالجہر کا ذکر ہے۔ محققین نے مذکورہ بالا دلائل اور احادیث و آثار کے قرینہ سے مختلف توجیہات لکھی ہیں۔

۱ بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے جہر کیا گیا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اس مقام پر آمین کہی جاتی ہے۔ درج ذیل احادیث سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْہِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف میں جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سنتے۔

(ابوداؤد جہ ۱ صہ ۱۴۲، ابن ماجہ)

(۲۹۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَقَالَ اٰمِیْنَ مَا اُرَاہُ اِلَّا لِیُعَلِّمَنَاہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہر سے) آمین فرمایا میرے خیال میں آپ ہمیں تعلیم دینا چاہتے تھے (اس لئے جہر کیا)۔

(کتاب الاسماء والکنی ص۱۹۷ جلد اول۔ للحافظ ابی بشر الدولابی)۔

یہ حدیث مذکورہ توجیہ کی واضح دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلیؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں، عہدِ نبوت میں مقتدیوں کی اطلاع کے لیے قابلِ اخفاء اُمور کا بعض اوقات جہر کیا جاتا تھا۔

وَمِنْ ھٰذَا اَیْضًا جَھْرُ الْاِمَامِ بِالتَّامِیْنِ.
اور انہی اُمور میں سے امام صاحب کا جہر سے آمین کہنا بھی ہے۔ انتہیٰ

جیسا کہ پہلے تسمیہ کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کی اطلاع و تعلیم کے لئے قابلِ اخفاء اُمور کا جہر و اظہار بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ظہر یا عصر کی نماز میں قراءت کا جہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بخاری ص۱۰۵ جلد اول و ص۱۰۴ و مسلم ص۱۸۵ جلد اول)

خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سُبحانک اللّٰھم جہر سے پڑھنا۔

(مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز جنازہ میں (بغرض دعا) فاتحہ جہر سے پڑھنا۔

(نسائی ص۲۸۱ جلد اول)

حضرت ابوہریرہؓ کا اعوذ باللہ جہر سے پڑھنا۔ (کتاب الام ص۹۳ جلد اول امام شافعیؒ) تو آمین کا جہر بھی اسی باب میں داخل ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۵۲ ج۲، معارف السنن شرح جامع ترمذی ص۴۰۶ جلد دوم)

دوسری توجیہ یہ ہے کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں۔ آخری دور کا عمل اور راجح عمل آمین کا اخفاء ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور صحابہؓ و تابعینؒ نے اختیار کیا ہے۔

رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے جب قیام فرماتے پھر تکبیر کہتے، جب رکوع فرماتے۔

(بخاری صہ ۱۰۹ جلد اول و مسلم، مشکوٰۃ صہ ۷۶ جلد اول)

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹۳) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

بلاریب وہ اہلِ ایمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

(المؤمنون ۱، ۲/۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خاشعون کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا وَّلَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ ۝

عاجزی و تواضع کرنے والے نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ صہ ۲۱۲)

(۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں باہر تشریف لائے تو فرمایا، کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہو، گویا کہ وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (رفعیدین نہ کرو)۔

(مسلم ص۱۸۱ جلد اول. باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد، طحاوی)

یہ صحیح مرفوع قولی حدیث اس بات پر نص ہے کہ نماز کے دوران رفعیدین ممنوع ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون واجب ولازم ہے۔ "فِی الصَّلٰوۃ" کا لفظ تکبیر تحریمہ سے سلام تک کو شامل ہے، تکبیر تحریمہ تو نماز کا آغاز ہے، پھر اس میں رفعیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ بالاجماع وہ اس ممانعت سے خارج اور مستثنیٰ ہے۔ اس کے بعد رکوع وغیرہ ہر مقام کی رفع یدین کو یہ ممانعت شامل ہے۔

(۲۹۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ کو نماز کی عملی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ پھر آپؓ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ میں) رفعیدین کی۔

(ترمذی ج۱ ص۳۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۱۶، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، نسائی ج۱ ص۱۶۱، محلی ابن حزم ظاہری ج۴ ص۸۸، دارقطنی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ، موطا امام محمد، مسند احمد، طحاوی۔)

یہ حدیث حسن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ (ترمذی ص۳۵ جلد اول)

علامہ ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِیْثُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حَزْمٍ۔ (التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ج۱ ص۲۲۲ طبع مصر)۔

یہ حدیث، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے اور علامہ ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۹۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ...... وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ لَا یَرْفَعُهُمَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے ...... اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

(صحیح ابو عوانہ ص۹۰ جلد دوم و مسند حمیدی ص۲۷۷ جلد ۲)۔

محدث ابو عوانہؒ امام مسلمؒ کے شاگرد ہیں۔ اپنی تصنیف "صحیح ابو عوانہ" میں صحیح مسلم پر تحقیقی کام کیا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی مزید سندیں جمع کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص۹۵، ۹۸)

اور امام حمیدیؒ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ و استاذ ہیں۔ (بستان المحدثین ص۲۲۳)۔

الغرض دونوں بزرگ عظیم محدث اور ثقہ ہیں ان کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے، اور ترک رفع یدین پر صریح اور واضح دلیل ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲۹۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آغازِ نماز کی (تکبیر تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع یدین نہیں کرتے تھے۔)

(ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، طحاوی، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۸) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض. فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رض صرف نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(دارقطنی، بیہقی، کامل ابن عدی)

(۲۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، نسائی، ترمذی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اچھی طرح رفع یدین فرماتے۔

اس حدیث میں صرف تحریمہ والی رفعیدین کا ذکر ہے۔ رکوع کی رفعیدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع" میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۳۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةِ

سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

در رفع یدین کیا جاتا ہے، جب نماز کے لیے کھڑا

مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا	ہو اور جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہِ صفا پر،
رَأَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	اور کوہِ مروہ پر مزدلفہ میں، عرفات میں، جمرات
وَفِي جَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ.	کے پاس۔

اگر نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رکوع میں رفع یدین ہوتی تو ضرور اُسے بھی ذکر کیا جاتا۔

یہ حدیث ابن عباسؓ سے مرفوع بھی مروی ہے اور موقوف بھی۔

مرفوع حدیث طبرانی، جزء رفع الیدین امام بخاریؒ صفحہ ۲، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی، میں ہے اور موقوف حدیث مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۷ جلد اول، مسند بزار میں ہے۔

وہ ابن ابی شیبہ کی موقوف حدیث حسن ہے۔ (معارف السنن صفحہ ۴۹۵ جلد ۲)

(۳۰۱) نیز یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، مرفوع حدیث جزء رفع الیدین امام بخاریؒ، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی میں ہے۔ اور موقوف حدیث مسند بزار میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۰، ج ۱ ص ۳۹۱ للزیلعیؒ اور الدرایہ صفحہ ۱۴۸ جلد اول للحافظ ابن حجرؒ)

(۳۰۲) حضرت عبّاد تابعیؒ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع
وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ	کرتے تو ابتداءِ نماز میں رفع یدین فرماتے۔
رَفَعَ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ	پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ بھی
لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى	رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

يَفْرُغَ۔ (الخلافیات للبیہقی، نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۰۴، نیل الفرقدین صفحہ ۱۲۴ للعلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ معارف السنن صفحہ ۴۹۶ جلد ۲)۔

یہ حدیث مرسل جید ہے۔ (معارف السنن ج ۲ ص ۴۹۶، نیل الفرقدین صفحہ ۱۲۴)

(۳۰۳) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۷، طحاوی ص۱۳۳ جلد اول)۔

میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں۔

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ۔ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول)

محدث المارد ینیؒ یہ حدیث محدث ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی ص۷۵ جلد دوم طبع مصر)

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ جلد ۵ طبع مصر)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ (طحاوی ص۱۳۳ جلد اول)

(۳۰۴) إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۲۳۶، دار قطنی، موطا امام محمدؒ، جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ، طحاویؒ ج۱ ص۱۳۲)

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول) أَثَرٌ صَحِيحٌ (نصب الرایہ ص۴۰۶ جلد اول)۔ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ (عمدۃ القاری ج۵ ص۲۷۴)

حضرت مجاہدؒ تابعی فرماتے ہیں۔

(۳۰۵) صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضؓ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت

اَحْوَالٍ وَاُحِیْلَتِ الصِّیَامُ ثَلٰثَۃَ اَحْوَالٍ ۔

(ابوداؤد صہ ۸۲ جلد اول باب کیف الاذان ، مسند امام احمد جلد ۵ صہ ۲۴۶)

(آگے حدیث میں ان تین تبدیلیوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں تکبیرِ تحریمہ اور رکوع کے علاوہ بھی نماز کے ہر انتقال اور ہر تکبیر کے ساتھ رفعیدین کا عمل کیا جاتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

سجدہ میں رفعیدین

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین للسجود" سجدہ میں رفعیدین کا باب جلد ۱ صہ ۱۶۵

اور حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

(۳۱۰) اِنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ ۔ (نسائی صہ ۱۶۵ جلد اول)

حضرت مالک رض نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔

امام نسائی پھر صہ ۱۷۳ جلد اول پر دوبارہ وہ باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولیٰ قائم کر کے حضرت مالک رض کی مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں۔

نسائی کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتح الباری صہ ۱۸۵ جلد دوم)

سجدہ میں رفع یدین درج ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(۳۱۱) حضرت انس رض کی مرفوع حدیث۔ (مسند ابویعلی، سند صحیح)

(۳۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی مرفوع حدیث۔ (طبرانی، سند صحیح)

(۳۱۳) حضرت وائل بن حجر رض کی مرفوع حدیث۔ (دار قطنی، سند صحیح)

(۳۱۴) حضرت ابن عباس رض کی مرفوع حدیث۔ (نسائی)

(۳۱۵) حضرت ابوہریرۃ کی مرفوع حدیث (ابن ماجہ)

دوسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۱۶) وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو رفعیدین کرتے۔

(ابوداؤد صہ۱۱۴ جلد اول، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ۲۰۰ جلد اول) یہ رفع یدین

(۳۱۷) حضرت ابن عباسؓ (۳۱۸) حضرت مالک بن حویرثؓ کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جو نسائی اور طحاوی میں مروی ہیں۔ (اوجز المسالک صہ۲۰۰ جلد اول)

تیسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین"

دو رکعت کے بعد اُٹھتے وقت رفع یدین کا باب۔

پھر اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث لائے ہیں۔ جو مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔

(۳۱۹) اِنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ ...... وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَؓ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمرؓ ...... جب دو رکعت سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور مرفوع بیان کیا ہے۔

(بخاری صہ۱۰۲ جلد۱ طبع اصح المطابع، ابوداؤد)

نیز یہ رفع یدین (۳۲۰) حضرت ابو حمید ساعدی کی مرفوع صحیح حدیث اور (۳۲۱) حضرت علیؓ کی مرفوع صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

(ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ)

نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(۳۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے متعلق ہے، اس میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد ص۱۱۵ جلد اول)

حاصل کلام جس طرح ان مختلف مقامات کی رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ کے ہاں دوسری صحیح احادیث کے قرینہ سے ابتدائی دور پر محمول ہے اور متروک و منسوخ ہے۔

اسی طرح رکوع والی رفعیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود حنفیہ مالکیہ محققین علماء اور محدثین وفقہاء کے ہاں مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار کی وجہ سے متروک ہے۔

بالخصوص صحیح مسلم کی قولی مرفوع صحیح حدیث اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ میں تو صراحۃً رفع یدین نہ کرنے کا حکم اور امر ہے۔

رکوع کرنا ارشادِ رحمانی ہے۔

(۳۲۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا (الحج ۲۲)

اے ایمان والو! رکوع کرو۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نماز کی حقیقت اور رُوح اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا اظہار و اقرار اور اپنی بندگی و عاجزی کا اعتراف ہے۔

سر اونچا رکھنا تکبر و برتری کی علامت ہے، اس کے برعکس سر جھکانا تواضع و خاکساری کی نشانی ہے۔ اس بندگی و تذلل کا سب سے بڑا مظہر رکوع و سجدہ ہیں، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع و سجود کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

رکوع کی ہیئت و صورت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے:۔

(۳۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ اُسے نیچے رکھتے لیکن اس کے درمیان رکھتے۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵)

یعنی رکوع میں سر پشت کے برابر رہے نہ اس سے اونچا ہو نہ نیچے۔

(۳۲۶) حضرت ابو حُمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پس اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے، گویا کہ ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تانت کی مانند بنایا پس دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھا۔

(ترمذی ص۳۵ جلد اول، ابوداؤد ص۱۰۴ ج۱ باب افتتاح الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۷۶)

(۳۲۷) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَهْرَهٗ فِی الرُّکُوْعِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۳۱، ترمذی ج۱ ص۳۶، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہ رکھے۔

رکوع کی تسبیح

(۳۲۸) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ج۱ ص۱۳۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۲)

حضرت عُقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ (اپنے عظیم رب نام کی تسبیح کرو) نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسکو اپنے رکوع میں رکھو۔ یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہہ کر اسکی تعمیل کرو۔

(۳۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ج۱ ص۳۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۳۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

ف: رکوع و سجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے۔ سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۳۱۵)

رکوع اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:۔

(۳۳۰) ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۹، ومسلم ج۱ ص۱۷۰)

رکوع ناتمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا، جو نماز کا رکوع و سجود پورا نہیں کرتا۔ وہ نماز کا چور ہے۔

(مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع کے بعد تسمیع و تحمید کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری ج۱ ص۱۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مقتدی صرف تحمید کہے

امام اور منفرد تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر تسمیع و تحمید دونوں کہیں۔ لیکن مقتدی صرف تحمید کہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث سے

واضح ہوتا ہے۔

(۳۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔

(بخاری ص۱۰۹ جلد اول و مسلم ص۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۲)۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے۔

(۳۳۴) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

(ابو داؤد ص۱۲۹ ج۱، و ترمذی ص۳۶ جلد اول و نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ ص۸۴ وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم وصححہ ابن حبان (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۴۲ جلد دوم طبع ملتان باب السجود وفضلہ والسعایۃ ص۱۹۳ جلد دوم)

نیز اس مضمون کی مرفوع قوی حدیث (۳۳۵) حضرت انسؓ سے دار قطنی و بیہقی و مستدرک حاکم میں اور موقوف صحیح حدیث (۳۳۶) حضرت عمرؓ کی مسند عبد الرزاق، ابن المنذر، طحاوی میں بھی مروی ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۳۳ جلد۳ وغیرہ)۔

ف: بعض مرفوع احادیث میں سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین

پر رکھنے کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے یہ حالت عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۳۱ جلد۳)

سجدہ کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۳۳۷) وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (العلق ۹۶/۱۹)

اور سجدہ کیجئے اور (خدا کا) قرب حاصل کیجئے۔

سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا انتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(مسلم ص۱۹۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۴)

سجدہ کی ہیئت و آداب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(۳۳۹) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ۝ (مسلم ص۱۷۳ جلد اول و مشکوٰۃ ص۷۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

حضرت عبد اللہ بن مالک ابن بُحَيْنَه رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ۝

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے (پہلوؤں سے الگ رکھتے)

(بخاری ومسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳) یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(۳۴۱) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ۔ اور اپنی کہنیاں اُٹھا۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳)

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ

(بخاری ص۱۱۲ جلد اول، مسلم ص۱۹۳ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں اس بات کا مامور ہوں کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اطراف پر، یعنی سجدہ اس طرح کیا جائے کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

سجدہ کی تسبیح

(۳۴۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ص۱۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے بلند پروردگار کی تسبیح کیجیے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھو۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اس پر عمل کرو۔

(۳۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ج۱ ص۳۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۳۶، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع و سجود و قومہ و جلسہ اطمینان سے ادا کرنا

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا۔

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے، پھر سر اٹھائیے، یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے پھر سر اُٹھائیے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی تمام نماز میں ایسا کیجئے۔

(بخاری ص۱۰۵ جلد اول، مسلم ص۱۷۰ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵)۔

عورت کے سجدہ کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا بِفَخِذَیْھَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ

عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ایسے طور پر چپکالے کہ اس کے

لہا۔ (کنز العمال جلد ۴، بیہقی، کامل ابن عدی) لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔

(۳۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا۔ (کنز العمال)

کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کا موجب ہو۔ فقہائے اسلام نے اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۲ جلد اول میں ہے:

وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ فِي سُجُودِهَا وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَسْتَرُ لَهَا۔

اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملا لے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے سلسلے میں فرماتی ہیں۔

(۳۴۸) كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔

(مسلم صہ ۱۹۴ ج ۱، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

(۳۴۹) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

عَلَيْهَا - (ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ ص۱۱۳ ج۱) موڑتے اور اس پر بیٹھتے تھے۔

دوسرے سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا

(۳۵۰) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَ إِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ جلد اوّل، ترمذی ص۳۶ جلد اول، نسائی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں

(۳۵۱) حضرت ابو حُمیدؓ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَ لَمْ يَتَوَرَّكْ۔

(ابوداؤد ص۱۱۴ جلد اوّل)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی، پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے نہیں۔

(۳۵۲) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا۔

پس سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پس سیدھے کھڑے ہوئے۔

(مسند امام احمد ص ۳۴۳ جلد ۵ و اسنادہ حسن)

(۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا۔ (بخاری صہ ۹۸۶ جلد دوم باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے، پھر سر اٹھایئے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جایئے۔

(۳۵۴) حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۵ جلد ا باسناد حسن)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رضہ کو پایا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل احادیث میں یہی منقول ہے کہ وہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں (۳۵۵) تا (۳۶۱) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ کی احادیث و آثار مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ صہ ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر صہ ۳۰۸ جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبد الحی لکھنویؒ نے السعایۃ صہ ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

ف: بعض احادیث میں جلسہ استراحت کا ذکر آیا ہے، مذکورہ بالا احادیث و شواہد کے قرینہ سے وہ حالت عذر (بڑھاپے وغیرہ) پر محمول ہے۔ علامہ ابن

قدامہ حنبلیؒ نے المغنی صہ۵۶۸ ج۱ میں اور محدّث ماردینی حنفیؒ نے الجوہر النقی صہ ۱۲۵ جلد ۲ میں اور دیگر اکثر محققینؒ نے یہی توجیہہ کی ہے۔ بعض علماء نے اسے بیان جواز پر محمول کیا ہے۔

(مرقات ۲۵۷ ج۲)

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی مانند ادا کی جائے

حضرت ابو حُمیدؓ ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ایک رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

(۳۶۲) ثُمَّ یَصْنَعُ فِی الْاُخْرٰی مِثْلَ ذٰلِكَ۔

پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرے۔

(ابوداؤد صہ۱۱۲ جلد اوّل، باب افتتاح الصلوٰۃ)

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوّذ نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۳) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَھَضَ مِنَ الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَمْ یَسْکُتْ ۝

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے قراءت شروع فرما دیتے تھے (اور ثناء وغیرہ کے لئے) خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

(مسلم ۲۱۹ ج۱، باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، مشکوٰۃ صہ۷۸)

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۴) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ

یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری صہ۱۰۷ جلد اوّل، مسلم صہ۱۸۵ جلد اوّل، مشکوٰۃ ۷۹)

قعدہ کی ہیئت قعدہ کی ہیئت وصورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔

(۳۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَىٰ۔ (مسلم ص ۱۹۴ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اس حدیث کا اطلاق وعموم دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔

(۳۶۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ .... وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَىٰ۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا.... اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

(۳۶۷) حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلَىٰ فَخِذِكَ الْيُسْرَىٰ۔

جب تو سجدے سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

(ابوداؤد ص ۱۳۲ جلد اوّل، مسند امام احمد ص ۳۴۰ جلد ۴)

قاضی شوکانی رح نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِي إِسْنَادِهِ۔

اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَ تُثْنِیَ الْیُسْرٰی۔ (بخاری ج۱ ص۱۱۴، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

نماز کی سنت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔

یہ حدیث نسائی ص ۱۷۳ جلد اول میں صحیح سند سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَ الْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی۔

نماز کی سنت ہے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

ف : صحابی سُنّت کا لفظ بولے تو جمہور علماء کے ہاں اس سے مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۹۶)

ف : بعض احادیث میں تورّک کا لفظ وارد ہے، تورّک کی دو صورتیں معروف و مشہور ہیں۔

۱۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ بایاں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

۲۔ دایاں اور بایاں دونوں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

(معارف السنن ص ۹۵ جلد ۳)

تو یہ تورک حالت عذر (بیماری وغیرہ) پر محمول ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ افتراش ہے۔ (اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَ تُثْنِیَ الْیُسْرٰی) تو ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ تو تربّع و تورّک کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

اِنَّ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِی۔ میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے۔

(بخاری صہ ج۱ ۱۱۴، مؤطا امام مالک صہ ۷۲)

یعنی میں معذور ہوں، پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا اس لئے تورّک کرتا ہوں۔"

مؤطا امام مالک صہ ۷۱ میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

اِنَّمَا اَفْعَلُ ھٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ۔ میں بیمار ہوں اسلئے تورّک کرتا ہوں۔

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں وہ تورّک کرے۔

(۲۷۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّہٗ سُئِلَ کَیْفَ کَانَ النِّسَاءُ یُصَلِّیْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنَّ یَتَرَبَّعْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا عورتیں تربّع و تورّک کرتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفہ)

تربُّع بھی تورُّک کی ایک صورت ہے۔ (اوجز المسالک ج۱ صہ ۲۵۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث صہ ۱۱۶ پر کنز العمال، بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے، جس کے الفاظ ہیں: وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا بِفَخِذَیْھَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ لَھَا۔

جس سے یہ اُصول مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں وہ ہیئت نشست مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ساتر اور پردہ پوش ہو۔"

فقہاء اسلام نے یہاں پر بھی اس اصول کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۳ جلد اول میں ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ اِمْرَأَةً جَلَسَتْ عَلٰى اَلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَاَخْرَجَتْ رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ لِاَنَّهُ اَسْتَرُ لَهَا	اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ پردہ کی چیز ہے۔

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ...... وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر ...... اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۶ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۷۲) وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسلم صہ ۲۱۶/۱۷۰)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث (۳۷۳) حضرت عاصم بن کلیب رض عن ابیہ عن جدہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی صہ ۱۹۸ جلد ۲، کتاب الدعوات)

ف: بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے۔ تو وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تشہد کے الفاظ

(۳۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

وَاِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ (بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۱ ص۱۷۳ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

ف: بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیوں کہ باتفاقِ محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہؓ وتابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ما جاء فی التشہد ص۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَھُوَ اَصَحُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ ۝

تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے، صحابہؓ وتابعینؒ میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ

امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی

تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اَفْضَلُ لِاَنَّهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ اَشَدُّ صِحَّةً۔

روایت والا تشہد افضل ہے اس لئے کہ یہ محدثین کے ہاں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی ؒ نے السعایۃ ص ۲۲۵ جلد دوم، ص ۲۲۶ جلد ۲ پر مذکورہ بالا تشہد کی ترجیح کی پندرہ ۱۵ وجہیں لکھی ہیں۔

قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھا جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ وَاٰخِرِھَا...... ثُمَّ اِنْ کَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلٰوۃِ نَھَضَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِہٖ وَاِنْ کَانَ فِیْ اٰخِرِھَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِہٖ بِمَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدْعُوَ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

(مسند امام احمد ص ۴۵۹ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی۔ نماز کے اول (وسط) میں اور اس کے آخر میں بھی ...... پھر حضرت ابن مسعود رضی اگر نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور اگر اسکے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتے آپ دعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

قعدہ میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا باتفاقِ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث سے ثابت ہیں اور سب جائز ہیں۔ علمائے احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی انگلی بند کرے، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی انگلی کو کھلا رکھے لَآ اِلٰہَ پر شہادت کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہ پر رکھ دے۔ حلقہ کی یہ کیفیت قعدہ کے اختتام تک باقی رکھے۔

نمازی جب زبان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اس کا دل توحید کے یقین سے لبریز ہونا چاہیئے، اور شہادت کی انگلی سے بھی توحید کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے۔

(۲۷۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا۔

(ابو داؤد ص ۱۲۵ جلد اول، باب کیف الجلوس فی التشہد مسند دارمی، مشکوٰۃ ص ۸۵)

مشکوٰۃ میں ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ کے الفاظ ہیں (پھر اپنی انگلی اٹھائی)۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ موطا ص ۱۰۹ میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں؛

وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح ۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو لیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح کا قول بھی یہی ہے۔

امام محمد رح نے اشارہ کا مسئلہ "کتاب المشیخۃ" میں بھی لکھا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رح نے بھی اشارہ کا مسئلہ "الامالی" میں ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن ص ۹۹ جلد ۳)

ف : (۲۷۵) تا (۲۸۶) اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں بارہ مرفوع حدیثیں مروی ہیں۔

۱: حضرت ابن عمر رض کی حدیث مسلم ج ۱ ص ۲۱۶، نسائی ج ۱ ص ۱۴۳، ترمذی باب ما جاء فی الاشارۃ ج ۱ ص ۳۹ میں ہے۔)

۲: حضرت عبد اللہ بن زبیر رض کی حدیث مسلم ج ۱ ص ۲۱۶، نسائی ج ۱ ص ۱۴۳ باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد، ابو داؤد ج ۱ ص ۱۴۹، مشکوٰۃ ص ۸۵ میں ہے۔

۳ حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداؤد ص۱۴۵ ج۱، نسائی ص۱۴۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۵ میں ہے۔

۴ حضرت ابوہریرۃؓ کی حدیث ترمذی، نسائی میں ہے۔

۵ حضرت سعدؓ کی حدیث نسائی میں ہے۔

۶ حضرت نمیرؓ کی حدیث ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔

۷ حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔

۸ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیہقی میں ہے۔

۹ حضرت معاذ کی حدیث طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۰ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰؓ کی حدیث مسند عبدالرزاق، طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۱ حضرت خفافؓ کی حدیث مسند احمد و بیہقی میں ہے۔

۱۲ حضرت اسامہ بن الحارثؓ کی حدیث طبرانی میں ہے۔

علامہ عبدالحیؒ فرماتے ہیں:

وَالْاَخْبَارُ فِی الْاِشَارَةِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ تَكَادُ اَنْ تَكُوْنَ مُتَوَاتِرَةً۔ (السعایۃ ص۲۱۶ جلد دوم)

اور اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں احادیث و آثار حدِ تواتر کے قریب ہیں۔

محقق ابن ہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۰۲ ج۱ پر انکارِ اشارہ کی تردید میں لکھتے ہیں۔

وَھو خلاف الدرایۃ والروایۃ۔

اشارہ کی نفی اور انکار کرنا درایت و روایت کے خلاف ہے۔

فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اشارۃ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے۔

فتاوٰے التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیثؒ، الذخیرہ، الغنیۃ، الحلیۃ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہرالفائق، الخانیہ، المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شرح

مجمع البحرین، مراقی الفلاح، درر البحار، غرر الافکار، البدائع، الملتقط، معراج الدرایۃ، الظہیریۃ، النہایۃ وغیر ذلک۔

(السعایۃ ص۲۱۸ جلد دوم و ص۲۱۹، معارف السنن ص۱۰۱ جلد ۳)

تنبیہ | بعض متاخرین حنفیہ نے "اشارہ بالمسبحۃ" کی نفی کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ اشارہ کی کیفیت میں احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن محققین احناف نے اسے رد کر دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھتے ہیں۔ بہر حال صحیح مرفوع احادیث سے اشارہ ثابت ہے اور اس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے ساتھ صاحبین بھی اس کے قائل ہیں۔ رہ گیا اشارہ کی کیفیت میں وارد روایات کا اختلاف و اضطراب، تو اس کا حل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے اشارہ کی ثابت کیفیتیں اور صورتیں سب جائز ہیں۔ اضطراب وہاں مضر اور عمل سے مانع ہوتا ہے جہاں تطبیق و ترجیح وغیرہ ممکن نہ ہو۔ لیکن یہاں پر تطبیق ممکن ہے کہ تمام صورتیں جائز ہیں اور مختلف کیفیات مختلف اوقات پر محمول ہیں۔ علامہ قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۸ جلد ۲ پر اشارہ کی مختلف کیفیات لکھ کر امام رافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

اَلْاَخْبَارُ وَرَدَتْ بِهَا جَمِيْعًا وَكَاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَصْنَعُ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا۔	یعنی اخبار و احادیث سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح عمل کرتے تھے اور کبھی اُس طرح عمل کرتے تھے۔

تو جس طرح رفع یدین کی کیفیت میں روایات و احادیث کا اختلاف و اضطراب عمل سے مانع نہیں ہے اسی طرح یہ اختلاف بھی عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض مکتوبات میں احادیث کے اختلاف کی بنا پر اشارہ کی نفی فرمائی ہے۔ لیکن آپ کے بعض صاحبزادوں اور آپ کے بعض

خلفاءؒ نے اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور پوری قوت سے اشارہ کو ثابت کیا ہے۔

اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف کرنے والے ائمہ احناف میں شارح مشکوٰۃ علامہ قاری حنفیؒ، شامیؒ، کنز العمال کے مصنف شیخ علی متقیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے شیخ محمد صادقؒ اور آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد سعیدؒ بھی ہیں۔

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شارح مشکوٰۃ، شیخ عبداللہ سندھیؒ اور محقق ابن الہمامؒ شارح ہدایہ اشارہ کے قائل حضرات میں پیش پیش ہیں۔ اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں لکھے گئے تقریباً تیس ۳۰ رسالے میری نظر میں آچکے ہیں۔

نوٹ: اس اہم مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لئے مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی السعایہ ص ۲۱۵ تا ۲۲۱ جلد ۲ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی معارف السنن شرح ترمذی ص $\frac{۹۷}{ج۳}$ تا ص $\frac{۱۰۳}{ج۳}$ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے ہتھیلی کھلی رکھے اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:

(۳۸۹) اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوۃِ وَضَعَ کَفَّہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَقَبَضَ اَصَابِعَہٗ کُلَّھَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِہِ الَّتِیْ تَلِی الْاِبْھَامَ ○ (مسلم ج ۱)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

محقق ابن الہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۷۲ جلد اول میں فرماتے ہیں، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا ران پر رکھنا اور انگلیاں بند کرنا بیک وقت ناممکن ہے تو ان میں تطبیق کی

صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرلے۔

(٣٩٠) حضرت عاصم بن کلیب رضؓ عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص ١٦٨ جلد ٢)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنی انگلیاں بند کردیں اور شہادت کی انگلی کھول دی اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ اے دلوں کو پلٹنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت اور مضبوط رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا تک انگلیوں کی بندش کی کیفیت کو برقرار رکھتے تھے

(السعایۃ ص ٢٣١ ج ٢)

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(٣٩١) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا۔

(ابوداؤد ص ١٤٩ ج ١، باب الاشارة فی الصلوٰۃ، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے)، اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نووی رحؒ فرماتے ہیں۔

رواه ابوداؤد باسناد صَحِيْحٍ

(شرح المہذب ص ٤٥٤ ج ٣)

ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(٣٩٢) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ فَرَاَيْتُهٗ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی

یحرّکہا۔ اُٹھائی تو میں نے آپکو دیکھا کہ آپ انگلی ہلا رہے تھے۔

(نسائی صفحہ ۱۸۷ جلد ۱، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۵)

دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تحریک سے اشارہ کی حرکت مراد ہے، کوئی دوسری حرکت مراد نہیں تو حرکت والی حدیث حرکتِ اشارہ پر محمول ہے اور نفی حرکت والی حدیث دوسری حرکت کی نفی پر محمول ہے۔ امام بیہقی نے یہی توجیہہ کی ہے۔ (بذل المجہود صفحہ ۱۲۷ جلد ۲)

آخری قعدہ میں درود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۳۹۳) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (احزاب ۳۳/۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

(۳۹۴) حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو درود شریف کے ان الفاظ کی تعلیم دی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک آپ تعریف کے مستحق اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما، جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک آپ حمد کے

(بخاری ص ۴۷۷ جلد اول کتاب الانبیاء ، ایضاً ص ۹۴۰ جلد دوم باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، مشکوٰۃ ص ۸۶) لائق اور بزرگ ہیں۔

یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف سے مسلم ص ۱۷۵ جلد اول ، ابوداؤد ، نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

(۳۹۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔

كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا ...... فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ اھ

جب ہم نماز میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہیں تو درود شریف کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھنے لگو تو یوں کہو:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ اھ

(صحیح ابن خزیمہ ، صحیح ابن حبان ، نصب الرایہ ص ۴۲۶ ج ۱)

(۳۹۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ۔

آدمی التحیات پڑھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر اپنے لیے دعا کرے۔

(فتح الباری ص ۲۶۶ ج ۲ ، شرح بخاری ، مستدرک حاکم و مصنف ابن ابی شیبہ اسنادہٗ صحیح)

ف: احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ منقول ہیں مذکورہ بالا الفاظ بخاری و مسلم کی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔ (زجاجۃ المصابیح ص ۲۷۶ ج ۱)

نماز میں درود شریف کے بعد دعا

(۳۹۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ؕ

(بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۳۴۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۸۷ و سنن اربعہ)

یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا تعلیم فرمایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہو! اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اھ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا، صرف تو ہی گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ تو اپنی طرف سے اور محض اپنے فضل و کرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ف: احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں، سب درست ہیں۔

نماز کے آخر میں دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہنا

(۳۹۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ

(مسلم ص۲۱۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۷)۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

(۳۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے

يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ — اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۵۰ باب فی السلام، نسائی، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یہ حدیث ابنِ ماجہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ص۱۲۴ جلد دوم شرح بخاری میں بیسؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں، جن سے نماز کے آخر میں دو سلاموں کی احادیث مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ صَحَابِيًّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمُصَلِّيَ يُسَلِّمُ فِيْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ تَسْلِيْمَتَيْنِ اھ

پس یہ بیسؓ صحابہؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے (اور دونوں طرف سلام بھی پھیرے۔)

ف: بعض مرفوع احادیث میں نماز کے آخر میں صرف ایک سلام کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا متواتر المعنیٰ احادیث کے قرینہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ایک سلام قدرے بلند آواز سے کہا جاتا اور دوسرا معمولی آواز سے۔ تو دو سلام والی احادیث میں اصل واقعہ اور مسئلہ کا ذکر ہے اور ایک طرف سلام والی احادیث میں اختلافِ کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ (معارف السنن ص۱۱۱ جلد۳)

نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے رخِ انور کے ساتھ ہم پر متوجہ ہوتے۔

بِوَجْهِهٖ۔ (بخاری ص۱۱۷ ج۱، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث مسلم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۲ ج۲)

نماز کے بعد دُعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۰۱) قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَبَعْدَ الصَّلَوٰتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔

عرض کیا گیا، یارسول اللہ! کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد

(ترمذی ص۱۸۸ ج۲ وقال حسن، مشکوٰۃ ص۱۰۹ باب التحریض علی قیام اللیل)

(۲۰۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو قبلہ سے منہ پھیرا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی۔

اسود عامری ابوداؤد کے راویوں میں سے ہے محدث ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ اور لائق اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے۔ (معارف السنن ص۱۲۳ جلد۳)

نماز کے بعد دُعا کی متعدد قوی حدیثیں مروی ہیں۔
مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث، ابوداؤد ص۲۲ ج۱، نسائی وصححہ ابن حبان والحاکم
حضرت ابوبکرہ رضؓ کی حدیث، نسائی ص۱۹۸ ج۱ و ص۳۱ ج۱۔ ترمذی، مسند امام احمد وصححہ الحاکم
حضرت زید بن ارقم رضؓ کی حدیث، ابوداؤد ص۲۱۸ ج۱ حضرت صہیب رضؓ کی حدیث نسائی وصححہ ابن حبان
(تلخیص فتح الباری ص۱۱۲ ج۲)

ہاتھ اُٹھانا دُعا کے آداب میں سے ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے،

(۲۰۳) سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنی ہتھیلیوں کو سامنے کر کے دُعا کرو، ہاتھ اُلٹے کر کے دُعا نہ کرو، اور جب دُعا کر چکو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔

(ابوداؤد ص ۲۱۶ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۹۸)

(۲۰۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب بہت باحیا ہے جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لٹا دے۔"

(ابوداؤد ص ۲۱۶ جلد اول، ترمذی ص ۱۹۵ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

(۲۰۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ (ترمذی ص ۱۷۴ جلد دوم، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔

(۲۰۶) امام زہریؒ کی مرسل روایت ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ صَدْرِہٖ فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ (مسند عبدالرزاق ص ۲۴۷ جلد دوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

ف: نماز کے بعد دعا کرنا بالاتفاق مستحب ہے، محدث نووی شافعیؒ شرح المہذب ص ۳۸۸ جلد ۳ پر لکھتے ہیں:

قَدْ ذَکَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْاِمَامِ

ہم نے امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے دعا و ذکر کا استحباب ذکر کیا ہے اور وہ

وَ الْمَامُوْمِ وَ الْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقَبَ كُلِّ الصَّلَوَاتِ بِلَا خِلَافٍ۔ بالاتفاق تمام نمازوں کے بعد مستحب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد دعاء کے ثبوت کے لئے صحیح بخاری ص ۹۳۷ ج ۲ میں مستقل باب قائم کیا ہے۔

"بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلوٰۃِ" (نماز کے بعد دعا کا باب) اس کی شرح میں حافظ ابنِ حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس عنوان سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پہ رد کرنا ہے جو نماز کے بعد دعا کی مشروعیت کے قائل نہیں"

"وَفِيْ هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلوٰةِ لَا يُشْرَعُ اھ (فتح الباری شرح بخاری ص ۱۱۳ ج ۱۱)

چند ابواب کے بعد امام بخاریؒ نے دوسرا عنوان قائم کیا ہے۔ "بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ" (دعا میں ہاتھ اٹھانا) اور اس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے مذکورہ بالا دونوں ابواب کے تحت دعا بعد نماز کا مسئلہ احادیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور جمہور کے مسلک کی بھرپور تائید کی ہے۔
نماز کے بعد دعا کے ثبوت میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔

حافظ ابنُ القیم حنبلیؒ نے "زاد المعاد" میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے نماز کے بعد متصل دعا کا انکار کیا ہے۔ علامہ موصوف کے ہاں سلام کے بعد اوراد واذکار مسنونہ ادا کئے جائیں ان کے بعد دعا کرنی درست ہے۔

حافظ ابنِ حجرؒ شارح بخاری نے احادیث کی روشنی میں حافظ ابنُ القیمؒ کے موقف کی تردید کی ہے۔ (فتح الباری ص ۱۱۳ جلد ۱۱، و ص ۱۱۹، ۱۲۱ جلد ۱۱)

غیر مقلدین کے رہنما علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ہمنوا ہیں اور

(ترمذی ص۶۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۶) والسلام پر درود بھیجے۔

محققین محدثین فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ (مرقات ص۴۹ ج۲)

بعض علماء فرماتے ہیں، دعا کے اوّل و آخر دونوں طرف درود شریف پڑھا جائے اس میں دعا کی مقبولیت کی زیادہ توقع ہے۔

مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۲۱۰) وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ (البقرہ ۴۳/۲)

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع سے مراد نماز ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر روح المعانی ص۲۴۷ ج۱)

(۲۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے، پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں آگ کے شعلے کر اس شخص کو جلا دوں (جو اذان کے بعد بھی) نماز کی طرف نہیں نکلتا۔

(بخاری ص۸۹ جلد اوّل و مسلم ص۲۳۲ جلد اوّل)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید دھمکی وجوبِ جماعت کی واضح دلیل ہے۔ باقی آپ نے تارکین جماعت کو یہ سزا کیوں نہیں دی؟ اور ارادہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا؟ اس کا جواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے، وہ یہ ہے۔

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِيْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ۔

نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے ان گھروں کو جلا کر رکھ دیں۔ (جن کے باشندے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے)

(مسند امام احمد ص ۳۶۷/۲، مشکوٰۃ ص ۹۷)

(۲۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ (بخاری ص ۸۹ جلد اول، مسلم ص ۲۳۱/۱، مشکوٰۃ ص ۹۵)

رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے۔

امامت کا معیار

نماز باجماعت کی امامت ایک اہم دینی منصب ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ امامتِ نماز کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ بلند منصب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی نیابت وخلافت ہے۔

(۲۱۴) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ

رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص قوم کا امام بنے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر قراءتِ قرآن میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا

السُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا۔ (الحدیث)

زیادہ علم رکھنے والا ہو اور اگر علم سنت میں سب برابر ہوں تو پھر ہجرت میں سب سے مقدم اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر والا امامت کرے۔

(مسلم ص ۲۳۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۰۰ باب الامامۃ)

وفی مسلم فَأَقْدَمُهُمْ إِسْلَامًا

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ قدیم الاسلام امامت کرے۔

حاصل یہ ہے کہ کتاب و سنت کے علم، عمل، تقویٰ، محاسنِ اخلاق اور دینی خدمات میں جو سب سے ممتاز ہو وہی اس اہم منصب کے لئے لائق ترجیح ہوگا۔

صفوں کو برابر رکھنے کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَإِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (بخاری ص۱۰۰ ج۱، مسلم ص۱۸۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا اقامتِ صلوٰۃ کا جزو ہے۔

صحیح مسلم میں "مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" کا لفظ ہے کہ صفوں کو برابر رکھنا کمالِ نماز ہے۔

صفِ اوّل کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ إِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ إِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ وَعَلَى الثَّانِيْ۔

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۶۲، مشکوٰۃ صفحہ ۹۸)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے بھی، آپ نے فرمایا، بلاریب اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں، صفِ اوّل کے لئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے۔ آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اسکے فرشتے دعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف کے لیے بھی، آپ نے فرمایا اور دوسری صف کے لئے بھی۔

تو آپ نے تین دفعہ صفِ اوّل کی فضیلت ارشاد فرمائی، چوتھی مرتبہ دوسری صف کا درجہ ارشاد فرمایا۔

(۲۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۱ ما جاء فی فضل الصف الاول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ اس اجر و ثواب کو جان لیں جو اذان دینے اور صف اوّل میں نماز پڑھنے میں ہے پھر بجز قرعہ اندازی کے اور کوئی صورت اُسے حاصل کرنے کی نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

تکبیرِ اُولیٰ پانے کی فضیلت

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَ تَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص چالیس دن تک جماعت سے اس طرح نماز پڑھتا رہے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو، تو اُس کے لئے دو براءتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے، دوسری نفاق سے۔

(ترمذی صد ۳۳ جلد اول، باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

ف: اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عملِ خیر کی چالیس دن تک پابندی خاص تاثیر رکھتی ہے۔

عورت کی نماز گھر میں افضل ہے

حضرت عبداللہ بن مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۲۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا وَصَلٰوتُہَا فِیْ مَخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ بَیْتِہَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے کوٹھے والی نماز اسکی صحن والی نماز سے بہتر ہے اور اس کی اندر کی کوٹھری والی نماز اس کے کوٹھے والی نماز سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد صد ۹۱ جلد اول، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، مشکوٰۃ صد ۹۶)

ف: مقصد یہ ہے کہ عورت کی نماز زیادہ سے زیادہ پردہ میں اور گھر کی چار دیواری میں افضل ہے۔

نمازِ وتر واجب ہے، حضرت بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

(۴۲۰) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (ابوداؤد صـ۲۰۸ جلد اول، مشکوٰۃ صـ۱۱۳)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نمازِ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ ارشاد آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح القدیر صـ۳۷۱ ج۱، نصب الرایہ صـ۱۱۲ ج۲)

تشدید و وعید کا یہ عنوان وجوبِ وتر پر دال ہے۔

(۴۲۱) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

(ابوداؤد صـ۲۰۸ ج۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۱۱۲)

(۴۲۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔

(مسلم صـ۲۵۸ ج۱، سنن اربعہ، مشکوٰۃ صـ۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

(۴۲۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

(ترمذی صـ۶۱ ج۱، مشکوٰۃ صـ۱۱۲، ابوداؤد صـ۲۰۷ ج۱، نسائی صـ۲۴۶)

ان حدیثوں میں امر کا صیغہ ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ اَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ ۝ (ترمذی ص ۶۱ جلد اول، ابوداؤد ص ۲۰۱ جلد اول، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص نماز وتر سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آئے یا بیدار ہو ضرور پڑھے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ نماز وتر کی قضا واجب اور ضروری ہے۔ اور وجوبِ قضا وجوبِ ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص ۲۳۲ ج ۱)

نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ (نسائی ص ۲۴۸ جلد اول، سند حسن)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲۶) يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں چار رکعت پڑھتے ان کے حسن و طول کا کیا کہنا،

اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا۔

پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے حُسن وطول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیے، پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص ۱۵۴ ج ۱، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، مسلم ص ۲۵۴ ج ۱ باب صلوٰۃ اللیل)

ف : اس حدیث کا مُتبادر مفہوم یہ ہے کہ یہ تین رکعت نمازِ وتر کی تھیں اور ایک سلام سے تھیں، چنانچہ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: باب کیف الوتر بثلاث" (نسائی ص ۲۴۸ جلد اول)

(۴۲۷) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ محدث نسائیؒ کے ہاں حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا بخاری ومسلم والی حدیث میں نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ مراد ہے۔

(۴۲۸) حضرت عائشہؓ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا یَفْصِلُ بَیْنَہُنَّ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا۔ (یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا)۔

(مسند امام احمدؒ ص ۱۵۶ جلد ۶)

(۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، صرف ان کے آخر میں

لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِ ھِنَّ۔ — سلام پھیرتے تھے۔

(مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

(۴۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔ — پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے۔

(مسلم صہ ۲۶۱ جلد اول)

(۴۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ٥ (نسائی صہ ۲۴۹ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

(۴۳۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرَ فَقَرَأَ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

(نسائی صہ ۲۵۱ جلد اول، مسند امام احمدؒ طحاوی صہ ۱۴۲ جلد اول سند صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔

(۴۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ○ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(ترمذی ص۶۱ جلد اول باب ماجاء فی الوتر بثلاث مسند احمد ص۸۹ جلد اول)

(۴۳۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔

وَ رَأَيْنَا اُنَاسًا مُنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ ○ کہ جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

(بخاری ص۱۳۵ جلد اول)

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ قاسم بن محمد تابعیؒ کے سامنے صحابہؓ و تابعین تمام اہلِ اسلام نمازِ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر تین رکعت ہے ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۴ جلد۲، نصب الرایہ ص۱۲۲ جلد اول)

ف: وتر کا لغوی معنی ہے "طاق" نمازِ تہجد، اصطلاحی وتر شامل کرنے سے طاق بن جاتی ہے۔ اس لئے بعض احادیث میں صلوٰۃ اللیل اور نمازِ تہجد پر بھی وتر کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۴۳۶) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ عَائِشَةَؓ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ بِاَرْبَعٍ وَّ ثَلَاثٍ وَّ سِتٍّ وَّ ثَلَاثٍ وَّ ثَمَانٍ وَّ ثَلَاثٍ وَّ عَشْرٍ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا، چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین

وَ ثَلَاثٍ ٥ (مسند امام احمدؒ سند حسن) رکعت، دس اور تین رکعت۔

(ابو داؤد صـ ۲۰۱ج ۱، مشکوٰۃ صـ ۱۱۲)

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ اصطلاحی وتر تو ہمیشہ تین رکعت رہے اس کے ساتھ نمازِ تہجد کی رکعتیں کم وبیش پڑھی جاتی تھیں، چار، چھ، آٹھ، دس اور یہ بھی واضح ہوا کہ وتر کا اطلاق مطلق نمازِ تہجد پر بھی کیا جاتا تھا۔

ف: ایک رکعت ملانے سے ہی نماز کا دوگانہ وتر بنتا ہے۔ اس لئے بعض روایات میں ایک رکعت پر بھی وتر کا اطلاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت جس دوگانہ سے ملے گی، اسے وتر (طاق) بنادے گی۔

چنانچہ بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول ابواب الوتر اور مسلم صـ ۲۵۷ جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز (تہجد) دوگانہ دوگانہ ہے پس تم میں سے کوئی ایک طلوع صبح کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت اس کے لئے اس پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادیگی۔

الحاصل صلوٰۃ اللیل یا ایک رکعت پر وتر کا اطلاق لغوی معنیٰ کے لحاظ ہے یا مجازاً ہے، اصلاحی نمازِ وتر دو تین رکعت "ایک سلام" سے ہے، جیسا کہ متعدد صحیح احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

بالخصوص حضرت حسن بصری تابعیؒ نے تو اس پر اپنے زمانے کے اہلِ سلام کا اجماع نقل کیا ہے، جس کا حوالہ ابھی گزرا ہے۔

ف: تین رکعت وتر پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیس ۲۰ سے زائد ہیں جنکی تفصیل

اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ طبع ملتان صـ۳۴۴، ۳۴۵ جلد اول پر درج ہے۔

نماز وتر میں دعا قنوت دائمی ہے اور رکوع سے پہلے ہے | حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ .... وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے...... اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(نسائی صـ۲۴۸ جلد اول، ابن ماجہ بسند صحیح)

(۴۳۹) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صـ۳۰۲ جلد۲)

اسکی سند حسن ہے۔ (الدرایۃ لابن حجرؒ صـ۱۹۴ جلد اول)

(۴۴۰) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ یَقْرَأُ فِی اٰخِرِ رَکْعَۃٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پس رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)۔

(۴۴۱) نیز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے

حلیۃ ابو نعیم میں (۲۴۲) اور حضرت ابن عمرؓ سے طبرانی میں بھی مروی ہے، جن کی تفصیل نصب الرایہ صد ۱۲۴ جلد دوم الدرایہ صد ۱۹۴ جلد اول میں ہے۔

ف: بعض احادیث میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر آیا ہے تو اس کا محمل قنوت نازلہ ہے جو کسی اہم حادثہ و مصیبت کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی درجِ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۲۴۳) حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ؟ قَالَ قَبْلَهٗ، اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں حضرت انسؓ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپؐ نے ستر قاری اور عالم تبلیغ کے لیے بھیجے تھے جو شہید کر دیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر بد دعا کے لئے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی۔

(صحیح بخاری صد ۱۳۶ جلد اول باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ، و مسلم صد ۲۳۷ ج ۱، مشکوٰۃ صد ۱۱۳)

دعاءِ قنوت کے الفاظ

(۲۴۴) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ
اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ
وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہم اُس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تحقیق تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

یہ دُعاءِ قنوت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے اور جن کے مجموعے سے یہ مکمل دُعا ثابت ہے۔

ان آثار کی تفصیل مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۰۱، ۳۱۴، ۳۱۵ جلد ۲ اور مسند عبدالرزاق صہ ۱۱۰ تا ۱۱۴ جلد ۳ میں ملاحظہ ہو۔

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبۃؒ المتوفی ۲۳۵ھ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیخ و اُستاذ ہیں اور محدث عبدالرزاقؒ المتوفی سنہ ۲۱۱ھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و اُستاذ ہیں۔

مفسر و محدث علامہ سیوطیؒ شافعی لکھتے ہیں، یہ دُعا دراصل قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں، ایک سُورۃُ الخلع دوسری سورۃ الحفد، جن کی قرآنی حیثیت منسوخ کردی گئی۔

(الاتقان صہ ۲۶ جلد ۲)

اب دُعا کی حیثیت سے یہ پڑھی جاتی ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ دعا ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ نے وتروں میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوموسیٰؓ کے مصاحف میں بھی یہ دعا درج تھی۔ (تفسیر درمنثور للسیوطیؒ صہ ۴۲۱ جلد۶)

مفسر سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور کے آخر میں سورۃ والناس کی تفسیر لکھ کر یہ عنوان قائم کیا ہے: "ذِكْرُ مَا وَرَدَ فِي سُوْرَةِ الْخَلْعِ وَسُوْرَةِ الْحَفْدِ" (یعنی ان آثار کا ذکر جو سورۃ الخلع اَللّٰهُمَّ نَسْتَعِيْنُكَ الخ اور سورۃ الحفد اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ کے بارے میں وارد ہیں) اس کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے میں مذکورہ بالا قنوت کے الفاظ کو مجمل طور پر آثار صحابہؓ سے ثابت کیا ہے اور دلائل سے بتلایا ہے کہ یہ دعا متعدد صحابہ کرامؓ کے مصاحف میں درج تھی، علامہ سیوطیؒ کی بحث کے جستہ جستہ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

قَرَأْنَا فِي مُصْحَفِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ۔ اھ

ہم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں یہ دعا پڑھی ہے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۲) حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ اھ

میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۳) وَفِي مُصْحَفِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قِرَاءَةُ أُبَيٍّؓ وَأَبِي مُوْسٰىؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف میں حضرت ابی بن کعبؓ و حضرت ابوموسیٰؓ کی قراءت بھی اس میں تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۴) حضرت اَبَان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍؓ عَنِ الْکَلَامِ فِی الْقُنُوْتِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

میں نے حضرت اَنسؓ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَنَتَ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ وَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ

حضرت عمر بن الخطابؓ نے ان دو سورتوں کو بطور قنوت پڑھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ وَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ

(اخرجہ محمد بن النصرؒ)

(۶) حضرت خالد بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صَلَّی اللہُ علیہ وآلہٖ وَسَلَّم کو ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ کی تعلیم دی۔

ثُمَّ عَلَّمَہٗ ھٰذَا الْقُنُوْتَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ الخ

(اخرجہ البیہقی صہ ۲۱۰ جہ ۲ مرسلاً، مراسیل ابو داؤد، نصب الرایۃ صہ ۱۳۶ جلد ۲، التلخیص الجبیر مع شرح المھذب صہ ۲۵۱ جلد ۳)۔

(۷) وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ صَحِیْحًا مَوْصُوْلًا ہ

قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ اھ حضرت عمر بن الخطابؓ سے صحیح متصل سند سے مروی اور منقول ہے۔

(بیہقی صہ ۲۱۰ جلد ۲، التلخیص الجبیر مع شرح المھذب صہ ۲۵۰ جلد ۳)

(۸) حضرت عُبَید بن عُمَیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر میں یہ قنوت پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ کے اھ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ جلد ۲، محمد بن نصر السنن بیہقی)

(۹) حضرت عبدالمالک بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا قَنَتَ فِی الْفَجْرِ بِہَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ ج ۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر میں ان دو سورتوں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ) کے ساتھ قنوت پڑھی۔

ف: اگرچہ ان روایتوں میں قنوت نازلہ کا بیان ہے تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اکثر قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے لہذا یہ دعا افضل ہے۔

(۱۰) حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فِیْ قِرَاءَۃِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(اخرجہ ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ جلد ۲ و محمد بن نصر)

(۱۱) ابو عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ کَانَ یُعَلِّمُہُمْ اِیَّاھَا وَیَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَلِّمُہُمْ اِیَّاھَا۔

(اخرجہ محمد بن نصر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں (ابو عبدالرحمن وغیرہ) کو قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ پڑھاتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی دعا پڑھاتے تھے۔

(۱۲) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یَّجْعَلُوْا

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے علماء قنوت وتر

فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ هَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ اَللّٰهُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ الخ

میں ان دو سورتوں کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(اخرجہ محمد بن نصر)

(۱۳) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یَقْرَأُ فِی الْوِتْرِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ الخ

کہ نمازی وتروں میں یہ دو سورتیں بطور قنوت پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ الخ

(انتہی ما فی الدر المنثور ص۴۲۲ تا ص۴۲۲ ج۶ ملخصاً مع زیادۃ ما، معارف السنن شرح الترمذی ص۲۴۴ ج۴)

(۱۴) علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ بدایۃ المجتہد ص۱۳۲ ج۱ میں فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ اِسْتَحَبَّ الْقُنُوْتَ مَالِکٌ بِاَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(معارف السنن ص۲۴۵ ج۴)

حضرت امام مالکؒ نے بھی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ والی دعا کو افضل اور مستحب قرار دیا ہے۔

(۱۵) علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کی معروف کتاب اَلْمُغْنِیْ ص۷۸۶ ج۱ پر لکھتے ہیں،

وَهَاتَانِ سُوْرَتَانِ فِیْ مُصْحَفِ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍؓ۔

اور یہ دو سورتیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ اور اَللّٰهُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ الخ حضرت اُبَیّ ابن کعبؓ کے مصحف میں تھیں۔

نیز لکھتے ہیں حضرت عمرؓ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

سُنن و نوافل کا اہتمام

(۲۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوةٌ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ۔

کے اعمال میں سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا۔ اگر اس کے فرض میں سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو حق تعالےٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کی کوئی نفل ہے، تو ان نوافل سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طرح ہوگا، پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

(ترمذی ج۱ ص۵۵، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۱۱۷ باب صلوٰۃ التسبیح)

(۱۴۶) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعت (سنت) پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔

(ترمذی ج۱ ص۵۶، نسائی، مشکوٰۃ باب السنن)

(۱۴۷) اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ترمذی صفحہ ۵۵ جلد اول میں مروی ہے۔

ف : احادیث و آثار سے جس قدر سُنن و نوافل ثابت ہیں، وہ سب اہتمام سے ادا کرنی چاہئیں خصوصاً نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، نمازِ حاجت، نمازِ توبہ، اوابین، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح کو احادیث میں قیامِ رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم نے خود نمازِ تراویح کو سُنّت قرار دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

(۲۴۸) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ ○

(نسائی ج۱ ص۳۰۸ ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان میں روزہ فرض قرار دیا ہے اور میں نے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سُنّت قرار دیا ہے۔

(۲۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(مسلم ج۱ ص۲۵۹، بخاری، مشکوٰۃ ص۱۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ایمان وطلب ثواب کے جذبہ سے رمضان میں تراویح پڑھے، اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۲۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان (نمازِ تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

قِیَامِ رَمَضَانَ۔ (مسلم صہ ۲۵۹ جلد اول، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح)

(۵۱م) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ۔ (نسائی صہ ۳۰۰ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نمازِ تراویح کی ترغیب دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں ساری رات نماز وعبادت میں گزارتے تھے، بستر آپ کے آرام سے ناآشنا رہتا تھا۔

(۵۲م) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَأْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ۔ (بیہقی)

جب رمضان آتا تو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان ختم ہوجاتا۔

تراویح کی جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو پورے رمضان میں رات بھر نماز وعبادت میں مصروف رہتے تھے اور اُمت کو بھی قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب فرماتے تھے۔ لیکن تراویح کی جماعت پر آپؐ نے مداومت ومواظبت نہیں فرمائی۔ آپؐ نے ترکِ مداومت کا یہ سبب ارشاد فرمایا کہ اس سے کہیں اُمت پر فرض نہ ہوجائے۔ آپؐ نے ایک ایک رات کے وقفہ سے تین راتیں (۲۳-۲۵-۲۷ رمضان) جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی، پہلی شب تہائی رات تک، دوسری شب آدھی رات تک اور تیسری شب صبح صادق کے قریب تک نمازِ تراویح پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ کو سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا۔

(۵۳م) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ...... فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ...... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

(ابو داؤد ص۲۰۲ ج۱ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے مہینے کے کسی حصے میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ہمارے ساتھ قیام فرمایا (نماز تراویح پڑھی) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھٹی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، پھر جب پانچویں رات ہوئی ...... تو آدھی رات تک ہمارے ساتھ قیام فرمایا، پس جب چوتھی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ (طویل) قیام فرمایا، حتیٰ کہ ہمیں فلاح کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہونے لگا (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، فلاح سے سحری مراد ہے پھر مہینہ کے باقی حصہ میں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(۲۵۴) حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھانے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد جماعت کی پابندی نہ فرمانے کے سلسلہ

میں آپ کا یہ ارشاد مروی ہے۔

لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔

لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ تراویح کی جماعت تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ۔

(بخاری ص۲۶۹ ج۱، مسلم ص۲۵۹ ج۱)

(۲۵۵) حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح کی جماعت کرائی، پھر اس کی پابندی ترک کرنے کا یہ سبب ارشاد فرمایا۔

خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ۔

مجھے ڈر لگا کہ تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو تم اسے نباہ نہیں سکو گے۔

(بخاری واللفظ للبخاری ص۱۰۸۲ ج۲ ومسلم، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

(۲۵۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ اَوْزَاعًا یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الشَّیْءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَیَکُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ اَوِ السِّتَّةُ وَاَقَلُّ مِنْ ذٰلِکَ وَاَکْثَرُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ اھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں لوگ رمضان کی رات کو متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے ایک آدمی کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہوتا تو پانچ یا چھ آدمی اور کم وبیش اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد وسکت علیه ہو والمنذری، اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص۳۸۷ ج۱)

(۲۵۷) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ نبوت میں تراویح کی جماعت کراتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی تحسین وتصویب فرمائی تھی۔

ثعلبہ بن مالک القرظیؓ سے مروی ہے۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَاٰی نَاسًا فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَاۤءِ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاۤءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍؓ یَقْرَاُ وَھُمْ مَعَہٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا اَوْقَدْ اَصَابُوْا۔

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان مبارک میں گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے عرض کیا، کہ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید (حفظ) نہیں ہے، یہ لوگ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ واسنادہ جیدٌ واخرجہ ایضًا فی السنن الکبریٰ بطرق اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ صفحہ ۳۸۶ (آثار السنن صفحہ ۲۴)

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا تراویح کی جماعت پر مداومت کرنے سے اس کے فرض ہو جانے کا اندیشہ تھا آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے شدتِ اشتیاق کے باوجود جماعت تراویح کی پابندی سے عذر فرما دیا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب وحی کا مقدس سلسلہ منقطع ہو گیا، فرضیت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمرؓ (جن کا علم، علمِ نبوت کا تتمہ تھا، بخاری ج۱ صفحہ ۱۸ باب فضل العلم، وص ج۱ صفحہ ۵۲۰ مناقب عمرؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء پورا کرنے کے لئے تراویح باجماعت کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کو جماعت تراویح کا امام مقرر فرمایا۔

(۴۵۸) صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

فَجَمَعَھُمْ عَلٰٓی اُبَیِّ بْنِ

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی

کعبؓ۔ (بخاری ۲۶۹/۱)　　ابن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کیا۔

تراویح کی بیس۲ رکعت

بطور تمہید عرض ہے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے۔ مزاج شناس وحی اور مزاج شناس نبوت تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے علم، عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا، قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار و اعلان فرمایا گیا ہے۔

(۴۵۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ (التوبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصارؓ کی اتباع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح ۴۸/۲۹)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں اور آپ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! آپ اُن کو رکوع و سجود میں دیکھیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رضا کے طالب ہیں۔

ل یہ مضمون آغاز میں بھی گزر چکا ہے۔ اہمیت کے پیشِ نظر اس کا تکرار گوارا کر لیجئے گا۔ منہ

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت و اخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

(۲۶۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل کرو اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی ص ۹۲ ج ۲، ابو داود ص ۲۸۷ ج ۲، باب فی لزوم السنۃ، ابن ماجہ، وقال الترمذی حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ ص ۲۹)

(۲۶۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا، میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا۔

(ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد رحمہ اللہ، مشکوٰۃ ص ۵۶۰)

(۲۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَقَلْبِہٖ ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

یہ حدیث ابن عمرؓ کے علاوہ درج ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۴۶۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، سے ابوداؤد اور مسند امام احمد میں (۴۶۵) حضرت ابوہریرہؓ سے مسند امام احمد، مستدرک حاکم اور مسند ابویعلیٰ میں (۴۶۶) حضرت بلال رضؓ و

(۴۶۷) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی میں۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۳۹۷)

(۴۶۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ (بخاری ج۱ ص۵۱۵ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ (تبع تابعینؒ)

کتاب وسنّت کی ان نصوص وہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں، ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ وتابعینؒ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں، امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں صحابہؓ وتابعینؒ وغیرہم کے ایک ہزار چھ سو آٹھ (۱۶۰۸) آثار بطور استدلال ذکر کئے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۱۳ ص۵۴۴، خاتمہ کتاب)

جس طرح ملکی قانون کی تشریح میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ان کے جج صاحبان کی تحقیقات وآراء اور اقوال ماتحت عدالتوں کے لئے تمام دُنیا میں حجت اور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن وحدیث کی تشریح میں صحابہؓ وتابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار واقوال بھی مذکورہ بالا کتاب وسنّت کی نصوص وہدایات کی بنا پر درجہ بدرجہ حجت اور دلیل ہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ پر غور فرمائیے۔

کتاب وسنّت کی بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان باقی گیارہ مہینوں سے ممتاز ہے، یہ مبارک مہینہ عبادت کے لئے مخصوص ہے، اس کے دن روزہ وتلاوت میں اور اس کی راتیں نماز ودیگر عبادات میں گزاری جائیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک ماہ میں شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔ ساری رات نماز وعبادت میں معروف رہتے تھے، آپ دوسروں کو بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب وتشویق فرمایا کرتے تھے۔ چند راتیں آپؐ نے تراویح کی جماعت بھی کرائی تھی۔ ایک رات تو سحری تک تراویح باجماعت میں گزاردی۔ لیکن اس اندیشہ سے تراویح کی جماعت کا التزام اور پابندی نہیں فرمائی گئی کہ اُمت پر فرض نہ کردی جائے اور پھر اُمت اسے نباہ نہ سکے۔

آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بہت ہی مختصر تھا، جو جہادی مصروفیات اور مسیلمہ کذاب جیسے فتنوں کے دبانے میں گذر گیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوٹے مسائل کی طرف التفات فرمانے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور بھی انہی جیسے اہم مسائل کے حل میں صرف ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب جہادی مہمات ومسائل سے قدرے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تراویح جیسے مسائل کیطرف توجہ فرمائی اور ان کو حل کیا۔ آپؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو مسجدِ نبوی میں تراویح کا امام مقرر کیا۔ آپ کے مقدس عہد میں بیس۲۰ رکعت تراویح باجماعت کا التزام اور اس پر دائمی عمل شروع ہوا۔ کسی صحابیؓ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا، آپکے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی مسلسل بیس۲۰ تراویح پر عمل ہوتا رہا۔ صحابہؓ وتابعین کا مسلسل عمل بیس۲۰ رکعت تراویح پر رہا۔ جسے ائمہ اربعہؒ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بالاتفاق اختیار کیا۔ چودہ سو سال سے جمہور اُمت کا عمل بیس۲۰ رکعت پر چلا آرہا ہے۔

اس تفصیل کے لئے درج ذیل شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۶۹) حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں لوگ (صحابہؓ وتابعینؒ) ماہِ رمضان میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ج۲ ص۴۹۶، قال النووی الشافعیؒ فی شرح المہذب ج۴ ص۳۲ اسنادہٗ صحیح)

متعدد حفاظ محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب "خلاصۃ" میں، محدث ابن العراقیؒ نے "شرح التقریب" میں، علامہ سیوطیؒ نے "المصابیح" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک ج۱ ص۳۹۷ حاشیہ آثار السنن ص۲۵۱)

(۴۰) بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَعَلٰى عَهْدِ عُثْمَانَؓ وَعَلِيٍّؓ مِثْلَهٗ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس ۲۰ رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

(۴۱) حضرت سائب بن یزیدؓ کی دوسری حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَؓ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۝

ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی معرفۃ الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصۃ" میں فرماتے ہیں۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ اس کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ج۲ ص۱۵۴)

(۴۲) حضرت یزید بن رُومان تابعیؒ سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ

حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانۂ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں تئیس ۲۳ رکعت

بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ پڑھتے تھے۔

(بیہقی صہ ۴۹۶ جلد دوم، موطا امام مالک صہ ۹۸ مرسل قوی)

محدث بیہقی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں بیس ۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔ (بیہقی ۴۹۶/۲)

(۲۷۳) حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعت پڑھائیں۔

(مصنف ابن شیبہ صہ ۳۹۳ جلد دوم، آثار السنن صہ ۲۵۳)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۲/۲ لابن حجرؒ)

(۲۷۴) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ اَمَرَهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔

حضرت عمرؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو رمضان کی رات نماز پڑھانے کا حکم دیا تو حضرت اُبی ابن کعبؓ نے لوگوں کو بیس ۲۰ رکعت نماز پڑھائی

(کنز العمال صہ ۴۰۹ جلد ۸، اوجز المسالک صہ ۳۹۸ ج ۱، مسند ابن منیع)

(۲۷۵) حضرت محمد بن کعب قرظیؒ تابعی سے مروی ہے۔

کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ (قیام اللیل للمحدث محمد بن نصرؒ)

لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان مبارک میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(۲۷۶) حضرت عبد العزیز بن رفیع تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ اُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍ یُّصَلِّیْ

حضرت ابی بن کعبؓ ماہِ رمضان میں مدینہ منورہ

نَاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ جلد دوم)

(۲۷۷) حضرت ابوعبدالرحمن السلمی رح تابعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عمل نقل کرتے ہیں۔

دَعَا الْقُرَّاءَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً

(بیہقی صہ ۴۹۶ جلد ۲)

حضرت علی رض نے قراء کرام کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان مبارک میں (بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۸) حضرت ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا أَمَرَ رَجُلًا أَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (بیہقی صہ ۴۹۶ ج۲، ابن ابی شیبۃ)

حضرت علی رض نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۹) حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔

اِنَّ عَلِیًّا أَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ ج۲ فی نسخۃ)

حضرت علی رض نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۸۰) حضرت حسن بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ أُبَیًّا رض کَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ ج۲)

حضرت اُبی بن کعب رض مدینہ منورہ میں ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔

(۲۸۱) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ رح قَالَ کَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض یُصَلِّیْ

حضرت زید رح تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رض رمضان مبارک میں ہمیں نماز پڑھاتے

لَنَا فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ...... قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّىْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۔

تھے۔ زید کے شاگرد حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیس[۲۰] رکعت پڑھتے اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ، عمدة القاری شرح بخاری ج۱۱ ص۱۲۷)

(۲۸۲) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ۔

حضرت عطار تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے لوگوں (صحابہؓ و تابعینؒ) کو پایا کہ وہ وتر سمیت تیئیس[۲۳] رکعت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص۳۹۳ سند حسنؒ۔ قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ)

(۲۸۳) حضرت ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِیْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّىْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۔ (بیہقی ج۲ ص۴۹۶ سند حسن)

حضرت سُوید بن غفلہؒ رمضان المبارک میں ہمارے امام بنتے تو بیس[۲۰] رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

ف: حضرت سُوید بن غفلہؒ خلفاء راشدینؓ کے تلمیذ خاص اور کبار تابعین میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج۴ ص۲۷۸)

(۲۸۴) حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّىْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۔

حضرت ابن ابی ملیکہؒ ماہ رمضان میں ہمیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبة، ص۳۹۳ جلد۲ سند صحیح)

ے ان کا نام ونسب یہ ہے عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلیکہ مشہور تابعی ہیں، اسّی صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ (تہذیب التہذیب ص۳۰۶ جلد۵)

(۲۸۵) حضرت سعید بن عُبَید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ بِہِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔	حضرت علی بن ربیعہ ؒ لوگوں کو رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھاتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۳ ج۲ بسند صحیح)

(۲۸۶) حضرت شُتَیر بن شکل تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔	حضرت شُتَیر رح ماہِ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ ج۲)

(۲۸۷) حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۳ ج۲)	حضرت ابو البختری رح تابعی رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۲۸۸) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔	حضرت حارث رح ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۳ جلد۲)

ما علی بن ربیعہ تابعی رح ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رض سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۰ جلد۷)

ما شُتَیر بن شکل تابعی رح ہیں۔ حضرت علی رض، حضرت عبد اللہ بن مسعود رض اور دیگر صحابہ کرام رض سے علم حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۳۱۱ جلد۴)

ف : ان احادیث و آثار کی تفصیل اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ص۳۹۷ و ۳۹۵ جلد اول و حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰ تا ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء راشدین ثلثہؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے مقدس عہد سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کا متواتر و مسلسل عمل بیسؒ رکعت تراویح کا رہا ہے، ائمہ اربعہؒ ان کے متبعین اور جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ بعض محققین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ترمذی شافعیؒ اپنی جامع ترمذی "باب قیام شہر رمضان کے عنوان کے تحت مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (ترمذی ص۹۹ ج۱)

اکثر اہل علم بیس۲۰ رکعت تراویح پر قائم ہیں جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں

علامہ عینی حنفیؒ، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۶ جلد ۱۱ پر بیسؒ رکعت تراویح کے متعلق امام ترمذیؒ کا مذکور تذکرہ نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِیَّۃِ۔

ہمارے ائمہ احناف کا قول بھی بیس۲۰ رکعت کا ہے

علامہ ابن عبد البرؒ مالکیؒ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِہٖ قَالَ الْکُوْفِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَکْثَرُ الْفُقَھَاءِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ فِی الصَّحَابَۃِ۔

(عمدۃ القاری ص۱۲۷ ج۱۱)

بیس۲۰ رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہل کوفہ (احناف و دیگر محدثین و فقہا)، امام شافعیؒ اور اکثر فقہا کا یہی مسلک ہے، حضرت اُبی بن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے صحابہ کرامؓ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ وَأَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاؤُدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ۔ (بدایۃ المجتہد ج۱ ص۲۱۰)

امام مالکؒ اپنے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤدؒ ظاہری نے وتر کے علاوہ بیسؓ رکعت تراویح کو اختیار کیا ہے۔

امام مالکؒ کا دوسرا قول چھتیس رکعت تراویح کا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَى أَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

صحابہ کرامؓ کا بیسؓ رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۱۹۴)

محدث ابن قدامہ حنبلیؒ المغنی ج۱ ص۷۹۸ پر نماز تراویح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بیس رکعت تراویح مختار اور راجح ہے۔

آگے ص۷۹۹ ج۱ میں بیسؓ رکعت کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْإِجْمَاعِ۔

حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیسؓ رکعت پڑھائے یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ قسطلانی شافعیؒ ارشاد الساری شرح بخاری ج۳ ص۲۲۶ پر عہد فاروقی میں بیسؓ رکعت تراویح پر صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَؓ كَالْإِجْمَاعِ۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیسؓ رکعت تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب صفحہ ۳۲ جلد ۴ پر نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

اِنَّھَا عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً ...... ھٰذَا مَذْھَبُنَا وَبِہٖ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابُہٗ وَاَحْمَدُ وَدَاؤدُ وَغَیْرُھُمْ وَنَقَلَہُ الْقَاضِیْ عِیَاض (المالکی) عَنْ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ۔	نماز تراویح بیس۲۰ رکعت ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

الحاصل بیس۲۰ رکعت تراویح جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا مسلسل عمل ہے جو اجماع کی ایک شکل ہے ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے چودہ صدیوں سے کروڑوں اہلِ اسلام اسی پر عمل پیرا چلے آرہے ہیں۔

ف : بعض احادیث و آثار میں نماز تراویح میں بیس۲۰ رکعت سے کم کا ذکر بھی آیا ہے محققین کے ہاں ایسی روایات ابتداء پر محمول ہیں، آخری عمل بیس۲۰ رکعت کا ہے۔ اس پر قرینہ خلفاء راشدینؓ کے مقدس عہد میں بیس۲۰ رکعت پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا عملی اجماع ہے، اگر بیس۲۰ رکعت تراویح آخری عمل نہ ہوتا تو جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہرگز اُسے اختیار نہ کرتے اور اس پر مسلسل عملی اصرار نہ کرتے۔

محدث بیہقی شافعیؒ نے تراویح کے بارے میں مختلف روایات کی یہی توجیہ کی ہے۔

وَجَمَعَ الْبَیْھَقِیُّ بَیْنَھَا بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰی عَشَرَۃَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِیْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ۔	محدث بیہقیؒ نے ان مختلف روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ وہ لوگ گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس۲۰ رکعت پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ص۴۲۶ ج۳ للمحدث القسطلانی الشافعی، نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲ للمحدث الزیلعی الحنفی)

امام بیہقی کی یہ توجیہہ و تطبیق سنن کبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی ص۴۹۶ جلد۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ف: بیس رکعت تراویح پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے تاہم مذکورہ بالا صحابہؓ و تابعینؒ کے بیس رکعت کے عملی اجماع سے اسکی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔ وہ مرفوع حدیث یہ ہے۔

(۴۸۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(بیہقی ص۴۹۶ جلد دوم، طبرانی کبیر، معجم بغوی، مسند عبد بن حمید، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۴ ج۲)

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں

نماز فجر کی دو رکعت سنتیں بہت موکد ہیں۔

(۴۹۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نوافل و سنن میں سے) سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو سنتوں کا فرماتے تھے۔

(بخاری ص۱۵۶ جلد۱، مسلم ص۲۵۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۰۴)

(۴۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) مت چھوڑو، اگرچہ گھوڑے تمہیں دوڑا رہے ہوں۔

(ابو داؤد صہ ۱۸۶ جلد اول، مسند امام احمد)

ف: اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فجر کی سنتیں بھی ادا کرنی ہوں، تو دونوں فضیلتوں (ادائیگی سنت، شرکت جماعت) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جماعت کی صفوں سے ہٹ کر سنتیں ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جائے گی، تو پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ اس تفصیل کے لیے ذیل کی احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۲۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔"

(ترمذی صہ ۵۷ جلد ۱، مستدرک حاکم، دارقطنی، بیہقی، صحیح ابن حبان، صححہ الحاکم واقرہ الذہبی)

(۲۹۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّهٗ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۲۵۵ جلد دوم سندہ حسن)

(۲۹۴) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَيْقَظْتُ اِبْنَ عُمَرَ رضؓ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ۔

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کو صبح کی نماز کے لیے جگایا، حالانکہ جماعت نماز کی اقامت ہو چکی تھی، تو حضرت ابن عمر رضؓ کھڑے ہوئے اور دو ۲ رکعتیں سنتیں پڑھیں۔

(طحاوی صہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ صحیح)

(۲۹۵) حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل منقول ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ

حضرت ابو درداء رضؓ مسجد میں تشریف لاتے

الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب کہ لوگ صبح کی نماز کی صف بندی کر چکے ہوتے، تو آپ مسجد کے ایک کونے میں سُنّتیں پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ حسنؒ)

(۲۹۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُوْسٰیؓ قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؓ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ امام صاحب صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صبح کی سُنّتیں رہتی تھیں تو آپؓ نے ایک ستون کے پاس اُن کو ادا کیا۔

(طبرانی کبیر، قال المحدث الهیثمی فی مجمع الزوائد رجاله موثقون)۔

اس کے راوی ثقہ لائق اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد)

(۲۹۷) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

صبح کی نماز کی اقامت کی جا چکی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے دو رکعت سُنّت ادا کیں، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

(مصنف ابن ابی شیبة، ص ۲۵۱ ج ۲ اسنادہ صحیح)

(۲۹۸) حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا نَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ

ہم (بعض اوقات) صبح کی سُنّتیں ادا کرنے سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت

قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّي فِي اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلٰوتِهِمْ۔

(طحاوی، ج۱ ص۲۵۶ اسنادہ صحیح)

میں حاضر ہوتے، حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شرکت کرتے۔

کُنَّا ناتی جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

ف: بعض احادیث میں آیا ہے۔

(۲۹۹) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

(مسلم ج۱ ص۲۴۷ وسنن اربعہ)

مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے اس کا مطلب و محمل یہ ہے کہ سنتیں جماعت کی صف میں نہ پڑھی جائیں تاکہ سنّت و فرض کا اتصال نہ ہو۔ اس توجیہ کا دوسرا قرینہ خود ممانعت کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں، کہ اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے والے سے آپ نے فرمایا:

اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

ایک روایت میں ہے۔

ءَ الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(بخاری ص۹۱ جلد اول)

چار رکعت کا نقشہ سنّت و فرض کو ایک جگہ متصل ادا کرنے سے وجود میں آتا ہے، اگر ممانعت مطلق ہوتی تو مذکورہ بالا اصحابہ کرامؓ اقامت کے بعد سنتیں ادا نہ کرتے۔

صُبح کے فرضوں کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے سنتیں نہ پڑھنی چاہئیں

(۵۰۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صُبح کی نماز کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ص۸۲ ج۱، مسلم ص۲۷۵ جلد اول)

(۵۰۱) حضرت ابن عباسؓ ایک مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطابؓ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ص۸۲ ج۱، مسلم ص۲۷۵ ج۱ وبقیہ صحاح ستہ)

(۵۰۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نمازِ عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز درست نہیں اور نمازِ فجر کے بعد طلوعِ شمس تک نماز درست نہیں۔

(بخاری ص۸۲ جلد اول، مسلم ص۲۷۵ ج۱)

(۵۰۳) حضرت عمرو بن عبسہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبۡحِ ثُمَّ اَقۡصِرۡ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ ...... حَتّٰی تُصَلِّیَ الۡعَصۡرَ ثُمَّ اَقۡصِرۡ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغۡرُبَ۔

نمازِ صبح ادا کر، پھر طلوعِ شمس تک نماز سے رکا رہے ...... یہاں تک کہ تو نمازِ عصر ادا کرے۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رکا رہے۔

(مسلم ص ۲۷۶ جلد اوّل، مسند امام احمد بن حنبلؒ)

(۵۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

تُصَلِّی الصُّبۡحَ ثُمَّ اجۡتَنِبِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرۡتَفِعَ الشَّمۡسُ ط

تو صبح کی نماز پڑھے۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

(۵۰۵) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَهٰی رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعۡدَ صَلٰوۃِ الصُّبۡحِ حَتّٰی تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ وَبَعۡدَ صَلٰوۃِ الۡعَصۡرِ حَتّٰی تَغۡرُبَ الشَّمۡسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ صبح کے بعد سورج نکلنے تک اور نمازِ عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی ص ۲۵ جلد اول پر باب "ماجاء فی کراھیة الصلٰوۃ بعد العصر و بعد الفجر" کا عنوان قائم کیا ہے اس کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث درج کی ہے۔

اس کے بعد حسبِ معمول وفی الباب کے تحت ۱۸ صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں، جن سے فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَفِی الۡبَابِ عَنۡ عَلِیٍّؓ وَابۡنِ مَسۡعُوۡدٍؓ وَاَبِیۡ سَعِیۡدٍؓ وَعُقۡبَةَ بۡنِ عَامِرٍؓ وَاَبِیۡ هُرَيۡرَةَؓ وَابۡنِ عُمَرَؓ وَسَمُرَةَ بۡنِ جُنۡدُبٍؓ وَسَلَمَةَ بۡنِ

الْاَکْوَعِ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ[10] وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو[11] وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ[12] وَ الصُّنَابِحِیّ[13] وَلَمْ یَسْمَعْ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَۃَ[14] وَکَعْبِ بْنِ مُرَّۃَ[15] وَاَبِیْ اُمَامَۃَ[16] وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ[17] وَیَعْلَی بْنِ[18] اُمَیَّۃَ وَمُعَاوِیَۃَ[19] - رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کو شامل کرنے سے بیس[20] نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۷۶ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے پانچ ناموں کا اضافہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

وَفِی الْبَابِ اَیْضًا عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ[21] وَاَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ[22] وَاَبِیْ قَتَادَۃَ[23] وَاَبِی الدَّرْدَاءِ[24] وَحَفْصَۃَ[25]۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ نے التلخیص الحبیر ج۳ ص۱۰۴ مع شرح المہذب میں امام ترمذیؒ اور علامہ عینیؒ کے مذکورہ بالا اسماء ذکر کر کے ایک نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وَصَفْوَانَ[26] ابْنِ الْمُعَطَّلِ وَغَیْرِہِمْ۔

اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۶، ۹۷ پر مذکورہ بالا اسماء کا ذکر کر کے چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ[27] بْنِ عَوْفٍؓ وَمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ[28] وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ[29] ابْنِ اَزْہَرَؓ وَ اَبِیْ اُسَیْدٍ[30] فِیْ زَوَائِدِ الْہَیْثَمِیِّ ج۲ ص۲۲۷ فَہُوَ لَا یَقِلُّ عَنْ ثَلَاثِیْنَ نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَۃِ یَرْوُوْنَ ذٰلِکَ۔

الغرض تیس[30] صحابہ کرامؓ سے نماز فجر و عصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں۔ اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبد البر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء اعلام نے نماز فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ج۲ ص۱۳۱)

ف : ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیسؓ کو نمازِ صبح کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص۹۵، ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ)

محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱ : جواز والی حدیث خبرِ واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں۔ باتفاق محدثین متواتر حدیث خبرِ واحد سے راجح ہوتی ہے۔

جواب ۲ : ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث حضرت قیسؓ کی خصوصیت پر محمول ہے۔

جواب ۳ : ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبرِ واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۹۹ جلد ۴)

جواب ۴ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :۔

اسناد ھٰذا الحدیث لیس بمتصل۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

(ترمذی ص۵۷ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

جمہور علماء کی تحقیق میں درج ذیل اوقات میں نفل نماز اور دوگانہ طواف ممنوع ہیں۔

(۱) سورج طلوع ہونے کے وقت۔

(۲) دوپہر کو جب کہ سورج سر پر ہو۔

(۳) سورج غروب ہونے کے وقت۔

(۴) صبح کی نماز کے بعد، طلوع شمس تک۔

(۵) عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

ممانعت کی دلیل وہ متواتر احادیث ہیں جو تیس ۳۰ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ جن کا مختصر

مفہوم ہے:

لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ الخ (صحاح ستہ وغیرہ)

ان میں سے بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی بیان پہلے گزر چکا ہے نیز ان اوقات میں ممانعت نماز کی مطلق متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی حجت ہیں۔

(۵۰۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّہٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ یُصَلِّ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف دوگانہ نہیں پڑھا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند امام احمد ص ۲۱۹ ج ۴، بیہقی، اسنادہ حسن آثار السنن ص ۲۳۹)

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" ص ۴۲۸ جلد ۳ پر اس کی بعض سندوں کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۵۳ جلد اول)

پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے تھا، لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

(۵۰۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ طَافَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَرَکِبَ حَتّٰی صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ بِذِیْ طُوًی۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا۔ پس سوار ہوئے۔ حتیٰ کہ ذی طوٰی (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچ کر دوگانہ طواف ادا کیا۔

(بخاری ص ۲۲۰ ج ۱، باب الطواف بعد الصبح والعصر معلقاً، مؤطا امام مالک و سنن بیہقی ص ۴۶۳ ج ۲)

حضرت عمرؓ کی یہ روایت ترمذی ص ۱۰۶ جلد اول پر بلا سند زیادہ واضح مروی ہے اس میں ہے فصلی بعد ما طلعت الشمس، حضرت عمر رضؓ نے طلوع شمس کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کیا۔

افضل یہ ہے کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے قریب ادا کیا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجدِ حرام سے باہر ادا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

حضرت عمر رضؓ کا افضلیت کی ان تمام وُجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجدِ حرام سے دُور مقامِ ذی طویٰ میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نمازِ صبح کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنا درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۷۲ ج ۹)

(۵۰۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّهَا قَالَتْ اِذَا اَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَاَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَوْ حَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب تو نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر اور نماز کو مؤخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر سات چکروں کے لیے ایک دوگانہ ادا کر۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری شرح بخاری ص ۳۹۲ جلد ۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ۔

اور یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ: حضرت جُبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں

اَحَدًا طَافَ هٰذَا الْبَیْتَ وَصَلّٰی آیَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔	بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے، تم اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وصححہ الترمذی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اور یہ خبر واحد ہے، محدثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مرجوح ہوتی ہے، دوسرے اس میں اربابِ انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف ونماز سے نہ روکا کرو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر میں پابندیاں نہ لگائیں، ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس حدیث کا رُخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو آپؐ نے بار بار کھول کر تبلا دیا ہے کہ اوقاتِ ثلاثہ میں نماز منع ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۵/۳ مع الوضاحۃ)

(۵۱۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی یَغِیْبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ۔ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وغیرہ)

جواب: علامہ ابن دقیق العید الشافعیؒ نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر صہ ۲۲۳ جلد اول پر اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۲۵۰ جلد اول پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

هُوَ مَعْلُوْلٌ بِاَرْبَعَةِ اُمُوْرٍ	یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور

اِنْقِطَاعٌ مَا بَیْنَ مُجَاهِدٍ وَ اَبِیْ ذَرٍّ وَضُعْفُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَیْدٍ وَ اِضْطِرَابُ سَنَدِہٖ۔	ضعیف ہے سند متصل نہیں۔ مجاہدؒ اور ابوذرؓ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے، اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے، اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اِضْطِراب و اختلاف ہے۔ انتہیٰ

اس کے راوی ابن المؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

اَحَادِیْثُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ مَنَاکِیْرُ۔ ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نقاد محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ھُوَ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ، وہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: حُمَیْدٌ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔ حمید قوی نہیں۔ نیز امام بیہقیؒ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: وَ مُجَاھِدٌ لَمْ یُدْرِكْ اَبَا ذَرٍّ۔ مجاہد نے ابوذرؓ کو نہیں پایا۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

(نصب الرایۃ صہ ۲۵۴ جلد اول)

نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ

ہٰذا آخر ما اردنا بیانہ لنصح اھل الاسلام بتوفیق اللہِ تعالیٰ وکرمہ ومنہ وفضلہ۔ اللّٰھم تقبلہ لرضاك واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین۔ اٰمین

مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

کتبہٗ فانی خانیوال ۲۱-۲-۹۲